

طریقہ دوسرا

حصہ دوم

بیک زید و حبیہ مادام فیہ نامہ ملے کے لئے جوٹل البانیہ
تو اسے بتایا کہ مادام تو صبح ناشتہ کر کے جوٹل سے چلی گئی
اسے اسباب تک واپس نہیں آئی۔

کیا وہ بتا کر گئی میں کہیاں جا رہی ہیں اور کب تک واپس آئیں
بیک زید و نے کاؤنٹر میں سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

نہ جناب ایسی کوئی بات انہوں نے نہیں بتائی۔

میں نے سوچا کہ ہاں لہجے میں کہا کیونکہ بیک زید و کے کارڈ پر
پتے پر ہی مگر ثقافت کے چہرے سیکرٹری کا عہدہ پڑھ چکا تھا۔
پہا ان کی باری کی دو سڑی خواتین کہاں ہیں؟ — بیک زید و

پوچھ رہے تھے کے بعد پوچھا۔

میں نے اپنے کمروں میں میں جناب — کل سے شو شروع ہو رہا

تے اس لئے وہ لباس وغیرہ تیار کر رہی ہیں — کاؤنٹر میں

نے جواب دیا۔

کیا نہیں ہے ان کے کمروں کا میں ان سے سرکاری طور پر ملنا

چاہتا ہوں؟ — بیک زید و نے سخت لہجے میں پوچھا۔

وہ روم نمبر بارہ سے اٹھارہ دوسری منزل پر مقیم ہیں جناب سے
کیا میں انہیں اطلاع کر دوں؟
کاؤنٹر میں نے پوچھا۔

”نہیں اطلاع کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی ان سے مل لیتا
ہوں۔“ بلیک زیرو نے سپاٹ لیجے میں کہا اور چم
لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے ذہن پر مادام کے نہ ملنے سے بوریت سی ظاہر ہو گئی
تھی۔ اور اس نے وقتی طور پر پی سوچا تھا کہ مادام کی ساتھی عورتوں
کو سی ٹولا جائے شاید کوئی ایسی بات سامنے آجائے جس سے آگے
بڑھتے کا کوئی کلیو مل سکے۔ اتنے یقین تھا کہ مادام قیوننا اور اس کی
ساتھیوں میں کوئی ایسی بات ہے ضرور جس کی وجہ سے عمران نے
اُسے نگہانی کے کام پر لگایا ہے۔ لیکن اظہار ایسی کوئی بات نظر
نہ آ رہی تھی۔

پندرہ لمحوں بعد اس نے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر دستک دی
”کون ہے؟“ اندر سے ایک نسوانی آواز آئی۔

”میں محکمہ ثقافت کا چیف سیکرٹری ہوں آپ سے ضروری طور
پر ملنے آیا ہوں۔“ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اور پندرہ لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں
ایک خوب صورت نوجوان غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر
انجس کے تاثرات نمایاں تھے۔

”جی فرمائیے۔“ غیر ملکی لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں

بلیک زیرو کو سر سے پیر تک گھورتے ہوئے کہا۔
”میرے پاس چاند منٹ کے لئے آپ سے بات کر سکتا ہوں۔“
بلیک زیرو نے نرم لہجے میں کہا۔

”اگر آپ لائے۔“ لڑکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور
بلیک زیرو کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں رقص کے مختلف لباس
پہنے ہوئے تھے۔ شاید وہ لڑکی کوئی لباس منتخب کرتے ہیں مگر وہ

میں سمجھی نہیں کہ آپ مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔“
بلیک زیرو کے کمرے پر بیٹھتے ہی لڑکی نے بھی سامنے والی کرسی سجھاتے
ہوئے پوچھا۔

”آپ کا تعلق مادام قیوننا کے ثقافتی طائفے سے ہے؟“
بلیک زیرو نے پوچھا۔

”جی ہاں ہم کل سے اس ہوٹل میں شروع کرنے والی ہیں۔“
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اس ملک میں آئے سے پہلے آپ نے کہاں اپنا شو پیش کیا تھا؟“
بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہمارا کام ہی ملک ملک گھوم کر شو کرنا ہے البتہ اس ملک میں
میں پہلی بار آئی ہیں۔“ لڑکی نے شاید دانستہ طور پر بلیک زیرو
کے سوال کو گول کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کبھی ریڈ میڈ و سا کا نام سنا ہے؟“ بلیک زیرو
نے ہانک لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سوال کیا۔

ریڈ میڈ وسا۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ کیا ہوتا ہے۔
 لڑکی نے چونک کر جواب دیا۔ لیکن بلیک زیرو کی نظروں سے ریڈ میڈ
 کا نام سننے پر لڑکی کے چہرے پر ابھرنے والی کیفیت جیسی نہ رہ سکی۔
 گو لڑکی نے ایک لمحے میں اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ لیکن بلیک زیرو
 کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ریڈ میڈ وسا کے بارے میں جانتی ضرور ہے اور
 اس نے یہ براہ راست سوال پوچھا ہی اس لئے تھا کہ اگر مادام فیونا
 کا ریڈ میڈ وسا کوئی تعلق ہوگا تو لڑکی ضرور بتائے گی۔
 ریڈ میڈ وسا دنیا کی سب سے خوب صورت پھلی کو کہتے ہیں لیکن
 یہ پھلی جتنی خوب صورت ہوتی ہے اتنی ہی زہریلی بھی ہوتی ہے یہ جیسے
 کاٹ لے دو، ایک لمحے میں ہلاک ہو جاتا ہے۔۔۔ بلیک زیرو
 نے ریڈ میڈ وسا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 ”ہو گی لیکن آپ نے یہ بات مجھ سے کیوں پوچھی ہے۔۔۔ لڑکی
 نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

”ناراض نہ ہوں محترمہ۔۔۔ میرا تعلق نگر تھاقت سے ہے۔
 ریڈ میڈ وسا ایک مخصوص ناچ ہے جس میں لڑکیاں اپنا تمام
 لباس اتار کر ناچتی ہیں۔ اور ہمارے ملک میں ریڈ میڈ وسا شو پر ہر
 طور پر پابندی ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اگر آپ کے
 پرہیز گرام میں ریڈ میڈ وسا شو شامل ہے تو اسے کاٹ دیں اگر آپ
 نے یہ ناچ پیش کیا تو آپ کو گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔
 بلیک زیرو نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

”اُدو۔۔۔ مگر ایسا کوئی ناچ ہمارے پرہیز گرام میں شامل نہیں اور

میں نے تو اس ناچ کا نام پہلی بار آپ سے سنا ہے۔ ویسے بھی مجاہدی
 انجیل مادام فیونا میں وہی تمام پرہیز گرام سیٹ کرتی ہیں آپ ان
 سے مل لیں۔۔۔ لڑکی نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔
 ”مادام فیونا اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ
 کہاں ہوں گی۔۔۔ بلیک زیرو نے نرم لہجے میں پوچھا۔
 ”مجھے نہیں معلوم کہیں گئی ہوں گی۔ ہم سے تو صرف بوقت ضرورت
 رابطہ قائم کرتی ہیں۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”او۔۔۔ کے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔ آپ بہر حال مادام فیونا کو بھی آگاہ
 کر دیں کہ وہ ریڈ میڈ وسا کے بارے میں محتاط رہیں۔
 بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر لڑکی کے جواب کا انتظار کیے
 بیرون دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
 لفٹ کے ذریعے جب وہ واپس ٹال میں پہنچا تو اس کا
 رنگیٹ کی طرف تھا۔

”سر سنیے۔۔۔ اچانک کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے شخص نے
 مذہبانہ انداز میں بلیک زیرو کو مخاطب کیا۔ اس وقت بلیک زیرو
 کاؤنٹر کے سامنے سے گزر رہا تھا۔

”کیا بات ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ”راہی اچھی ایک غیر ملکی کا ٹیلی فون آیا تھا۔ وہ بھی مادام فیونا
 کا پتہ رہا تھا۔ اس نے پیغام دیا ہے کہ جب بھی مادام فیونا آئیں انہیں
 کہ دیں کہ وہ انہیں کال کر لیں۔

”کوئی نہیں نے سرگرم شیانہ لہجے میں کہا۔

پھر میں کیا کروں؟ — بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
ویسے بات اس کے پلے نہ پڑی تھی کہ آخر کاؤنٹر میں اتنی رازداری
سے یہ بات کیوں کر رہا ہے۔

”سردہ فون نمبر ایسے ہوٹل کا ہے۔ جہاں کسی غیر ملکی کے ٹھہرنے کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں چوکنٹا تھا۔“
کاؤنٹر میں نے کہا۔

”اوہ — کون سے ہوٹل کا تھا؟“

بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔
”ہوٹل ہالی ڈے۔ جو شہر کے وسط میں انتہائی گندہ سا ہوٹل ہے۔
جہاں انتہائی گھٹیا لوگ رہتے ہیں۔ بد معاشر اور آدابہ لوگ۔“
کاؤنٹر میں نے جواب دیا۔

”اوہ کون سے کمرے میں وہ غیر ملکی رہتا ہے؟“

بلیک زیرو نے پوچھا۔
”کمرہ نمبر تین سو دس۔“ کاؤنٹر میں نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک بتا رہی تھی کہ
اُسے بلیک زیرو سے انعام ملنے کی امید تگ گئی ہے۔

”تو کیا ہوا۔ ہو سکتا ہے وہ غیر ملکی گندہ طبیعت کا ہو۔ کیا غیر ملکی
گندہ طبیعت کے نہیں ہو سکتے۔“ بلیک زیرو نے برا سامنے
بتایا اور پھر مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر میں کا چہرہ
ناکامی کی وجہ سے بگڑ کر رہ گیا۔ لیکن ظاہر ہے وہ بلیک زیرو کا کچھ
بگاڑ بھی نہ سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے پارکنگ شیف سے کار نکالی اور

ہولی ہالی ڈے کی طرف چل پڑا۔ چونکہ وہ ایک بار دانش منزل سے
نکل چکا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا۔ ”لگے ہاتھوں اس غیر ملکی کو بھی
پک کر لیا جائے تو کیا حرج ہے۔“

تھوڑی دیر بعد شہر کے وسط میں متوسط درجہ کے ہوٹل ہالی ڈے
سے فراہم کمرے اس نے کار پارک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل
کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ ہوٹل کا ہال خاصا بڑا تھا۔ لیکن اس
کی حالت انتہائی خراب و خستہ تھی۔ دیواروں پر شاید صدیوں سے
پورنگ کر دیا گیا تھا اس کے بعد اُسے آثار قدیمہ سمجھ کر پھر ا
ہی نہ گیا تھا۔ گھٹیا سا اور آفریقا ٹوٹا ہوا فرنیچر۔ ایک طرف ٹرے کا
کاؤنٹر تھا جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی اور اس کے نیچے اینٹیں
کو کر اُسے سہارا دیا گیا تھا۔ پار پانچ میٹل کھیلے سے وسیٹر گھوم چر رہے
تھے۔ البتہ ہال کی سرریز آفریقا بھری ہوئی تھی۔ فضا چرس کی تیز بو سے
دھنسی ہو رہی تھی۔ بلیک زیرو کاؤنٹر پر د کے بغیر تیزی سے اوپر جاتی
پاؤں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر میں شاید کسی حساب کتاب میں
لگی تھا۔ اس لئے اس نے نظر اٹھا کر بھی بلیک زیرو کی طرف نہ دیکھا۔
اس نے چہ منزل تھا۔ لیکن افسانہ کا نام۔ نشان بھی نہ تھا۔ البتہ سیڑھیاں
مرد و پرہیزگار ہی تھیں۔ اور متوسطہ کام۔ دبا رہی قسم کے لوگ سیڑھیوں پر
سے تھام کر چڑھ رہے تھے۔ بلیک زیرو زندگی میں پہلی بار اس ہوٹل میں
آتا تھا۔ اور اب یہاں آکر اُسے احساس ہو رہا تھا کہ کاؤنٹر میں اس
کا کسی غیر ملکی کے رہنے پر کیوں حیران و پریشان ہو رہا تھا اور پھر غیر ملکی
کی وہ جس کا واسطہ مادام فیونا جیسی خوب صورت اور طرحدار عورت

سے ہو۔ کمرہ نمبر ۱۰۵ میں دس چھٹی منزل پر تھا۔ اور بلیک زیرو کا سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے ہمارا حال ہو گیا۔ خدا خدا کر کے وہ چھٹی منزل پر پہنچا اور پھر اسے کمرہ نمبر ۱۰۵ میں نظر آ ہی گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کے سامنے رک کر چند لمحوں کے لئے اپنا سانس درست کیا اور پھر آہستہ سے دروازہ پر دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

بلیک زیرو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر کسی کے قہقہوں کی آواز ابھری۔ اور دوسرے نے دروازہ ایک جھکے سے کھل گیا۔ بلیک زیرو نے پتہ دروازہ کی دہلیز پر دیکھا اور دوسرے نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر غیر ملکی کے ہاتھ میں پکڑا دیا جو بہت اور غصے کے انداز میں بلیک زیرو کو گھور رہا تھا۔

”فرام انٹیلی جنس بیورو۔“ بلیک زیرو نے سپاٹ میں کہا۔ غیر ملکی نے ایک نظر کارڈ پر ڈالی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر نرمی کے آثار ابھرتے چلے آئے۔

”کیا بات ہے کیا چاہتے ہو تم۔“ غیر ملکی نے کہا لیکن

بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”کیا میں کمرے کے اندر بیٹھ کر بات نہیں کر سکتا۔“

”غیر ملکی نے کہا اور پھر ایک طرف سیٹ گیا۔ بلیک زیرو اندر داخل ہوا۔ کمرہ کی حالت خاصی صاف ستھری تھی شاید غیر ملکی کی وجہ سے ہوئی کی انتظامیہ نے وہاں صفائی پر خصوصی توجہ دی تھی۔ بلیک زیرو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی بھی اچھے ہوئے انداز میں واپس مڑا اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کا پاسپورٹ اور ویزا۔“ بلیک زیرو نے غور سے غیر ملکی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”لیکن میں آپ کی یہاں آمد کی وجہ نہیں سمجھ سکتا۔“ غیر ملکی نے اچھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں تمہارے متعلق ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے اس لئے تمہاری چیکنگ ضروری ہو گئی ہے۔“ بلیک زیرو نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

غیر ملکی چند لمحوں کے سوچا رہا پھر اس نے اٹھ کر ایک طرف پڑے ہوئے بیگ کی زپ کھولی اور ایک چھوٹا سا پرس نما بیگ نکال لیا۔

پرس نما بیگ اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے پرس کھول کر اس میں سے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھادیئے۔ بلیک زیرو نے پاسپورٹ کو دیکھا پاسپورٹ کے مطابق اس کی شہریت ایگریسیا کی تھی اور نام ہنری تھا۔

پاسپورٹ پر فوٹو بھی اسی کا چسپاں تھا۔ دیگر کاغذات پر پاکشیا میں آنے کا مقصد تجارت لکھا ہوا تھا۔

آپ کون سا کارہ بار کرتے ہیں؟ — بیک زیدو نے کاغذات

واپس کرتے ہوئے پوچھا۔

میں ایک ایکزمین کپنی کا سیکرٹری ہوں۔ یہ کپنی مختلف مشینوں کے

ٹولز بنا تی ہے۔ — ہنری نے جواب دیا۔

اس کپنی کے کاغذات سرٹیفکیٹ اور ٹولز کے نمونے دکھائیں۔

بیک زیدو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

لیکن کیوں؟ — آخر آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں۔

میں ایکزمین کا ایک معزز شہری ہوں۔ آپ مجھے اس طرح

برائیاں و پریشاں نہیں کر سکتے۔ — غیر ملکی نے اس بار غصیلے

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ بیک زیدو نے اس کی آنکھوں میں

ابھرنے والے الجھن کے تاثرات نمایاں طور پر دکھ لئے تھے۔

ایسی بات ہے تو پھر آپ میرے ساتھ ہینڈ کوآرڈر چلیے۔ وہاں آپ

کو سفارت خانے سے بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا۔

بیک زیدو کا لہجہ بھی کڑخت ہو گیا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گا مجھے مسٹر — اور آپ یہاں سے فرما

چلے جائیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ کو دھکے دے کر نکال دوں میں اپنے

قانونی حقوق اچھی طرح جانتا ہوں۔ پہلے آپ سفارت خانے سے

میری گرفتاری کا اجازت نامہ حاصل کریں پھر میرے پاس آئیں۔

غیر ملکی اس بار ہنسی سے ہی اکھڑ گیا۔ اس کے چہرے پر درشتی کے

آئرا بھر آئے تھے۔

”تمہارا ریڈمیڈو سے کیا تعلق ہے؟ — بیک زیدو نے

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اچانک پوچھا۔

”ری — ریڈ — ریڈمیڈو سا — کیا کہہ رہے ہو

تم؟ — غیر ملکی اس اچانک وار پر ایک لمحے کے لئے ہنسی طرح

بوکھلا گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ لیکن

بیک زیدو اپنے سوال کا جواب پانچا تھا۔ اب اسے مکمل طور پر یقین

ہو گیا تھا کہ مادام فیونا کا تعلق ریڈمیڈو سے ہے۔ اور یہ مادام

فیونا کا ساتھی ہے۔ اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں بیک زیدو اس

نیچے پہنچ گیا کہ اس غیر ملکی کو احوال کر کے دانش منزل لے جایا جائے

غیر ملکی نے اس سے ساری بات پوچھ لی جگہ۔

”او — میں جانتا ہوں۔ لیکن تا اطلاع ثانی آپ یہ شہر

مچوڑ کر نہیں جاسکتے۔ — بیک زیدو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے

ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے غیر ملکی کی طرف سے مکملطمینان ہو گیا ہو

”بیک زیدو سستی ہے۔ — غیر ملکی نے جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے

ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے بیک زیدو کا ہاتھ فضا میں گھوم گیا۔ اس

نے دراصل بے نیائی میں غیر ملکی کی کپٹی پر زوردار ضرب لگائی جیسا ہی

تھی لیکن غیر ملکی ضرورت سے زیادہ ہوشیار اور چوکنا ثابت ہوا۔

اس نے نہ صرف جھکائی دے کر بیک زیدو کا وار خالی کر دیا۔ بلکہ بجلی

کی تیزی سے اس کا گھٹنا پوری قوت سے بیک زیدو کے پیٹ پر

پڑا۔ اور بیک زیدو لڑکھڑا کر پشت کے بل فرش پر جاگرا۔ اور

غیر ملکی نے اس پر پھلانگ لگا دی مگر بیک زیدو نے نیچے گرتے ہی

اپنے دونوں گھٹنے موڑے اور اپنے دپہ اچھل کر آتے ہوئے غیر ملکی

URDUFANS.COM

کو دو لون پیروں کی مدد سے واپس اچھال دیا۔ اور غیر ملکی اچھل کر
پشت کے بل کمرے میں بچھے ہوئے بیڈ پر جاگرا اور پھر وہ دونوں
ہی ایک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر اس سے پہلے کہ غیر ملکی دوبارہ
حملہ کرتا۔ بلیک زیرو جیب میں پڑا ہوا ریو الورنکال چکا تھا۔
”خیر دار اگر حرکت کی۔“ بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔
مگر غیر ملکی شاید بلیک زیرو کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا
اس نے بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کے اس ہاتھ پر ضرب لگائی جس
میں اس نے ریو الورنکال رکھا ہوا تھا۔ اور ضرب لگتے ہی ریو الورنکال
زیرو کے ہاتھ سے نکل کر دور جاگرا۔ مگر اسی لمحے بلیک زیرو فضا
میں اچھلا اور پھر ایک بھر پور فلائنگ گگ غیر ملکی کے سینے پر پڑ گیا۔
اور وہ ایک بار پھر بیڈ پر جاگرا۔ مگر اس بار اس کا سر اور گردن
بیڈ اور دیوار کے درمیان غلامین پھنس گئے اس لئے وہ اُس پرتی
سے واپس نہ کھڑا ہو سکا۔ جس پرتی کا مظاہرہ اس نے اب تک
کیا تھا۔ اور بلیک زیرو کو اس کے سینے پر بھر پور ضرب لگانے کا
موقع مل گیا۔ اور اس نے دونوں ہاتھ ملا کر غیر ملکی کے سینے پر بھر پور
ضرب لگا دی۔ یہ ضرب ایسی تھی کہ غیر ملکی کا جسم ایک لمحے کے لئے
تریا اور پھر ڈھیللا پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو
نے ایک لمبیل سانس لیتے ہوئے بیڈ کو گھسیٹا۔ بیڈ اور دیوار میں چھ
ہوا غیر ملکی کا سر باہر نکالا اور پھر اس کی نبض چیک کرنی شروع کی
دی۔ غیر ملکی کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کم از کم آدھے گھنٹے
تک ہوش میں نہیں آ سکے گا۔ بلیک زیرو غیر ملکی کے لڑنے کے انداز

دیٹر کے لیے میں کرنگی تھی۔

ایک طرف سنو۔ پولیس کے کام میں مداخلت مست کرو۔
بیک زیدو نے عزاتے ہوئے کہا اور دیٹر جیک کر ایک طرف ہٹ کر
اور بیک زیدو لمبے لمبے ڈگ پھرتا گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس
کے باہر نکلتے ہی دروازے کے قریب موجود ایک لوجوان تیزی سے
اٹھا اور پھر وہ بھی گیٹ سے باہر نکل آیا۔

بیک زیدو نے غیر ملکی کو لا کر کار کی پھلی نشست پر لٹا دیا۔
ایک بار پھر اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ نبض تیار ہی تھی کہ غیر ملکی
ہی ہوش میں آنے والا ہے۔ بیک زیدو نے ادھر ادھر دیکھا اور
اپنے قریب کسی کو نہ پا کر اس نے کھڑی پتیلی پوری قوت سے سین
پر پڑے ہوئے بے ہوش غیر ملکی کی کپٹی پر جھامی۔ اور پھر اس کی
نبض چیک کی۔ دوسرے لمحے اس نے اطمینان سے دروازہ بند کر
اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اب غیر ملکی کے مزید آدھے گھنٹے
تک ہوش میں آنے کے تمام امکانات معدوم ہو چکے تھے۔

بیک زیدو مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سیمپھا ہاؤس
منزل کے گیٹ پر پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ گیٹ کھول کر کار سمیت
اندر داخل ہو گیا۔ گو بلیک زیدو نے اپنی طرف سے تعاقب
کا خیال رکھا تھا لیکن وہ اس نلے رنگ کی کار کو چیک نہ کر سکا
جو کافی فاصلے سے مسلسل اس کے تعاقب میں لگی ہوئی تھی۔ اس
کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی لوجوان بیٹھا تھا۔ جو بلیک زیدو کے
ہوٹل سے باہر نکلتے ہی اس کے پیچھے لگا تھا جب دانش منزل کا

جاک پتہ ہو گیا تو نیلے رنگ کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر
ایک جگہ سی لگی میں سڑک رک گئی۔ اس لگی میں کسی عمارت کا
دروازہ نہ تھا اس لئے لگی خالی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے
لوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک پیٹا سا بکس نکال کر اس
کا ایریل باہر نکالا اور بکس سے منہ لگا کر آہستہ آہستہ بولنا شروع
کر دیا۔

”سیلو سیلو۔ نمبر فائیو کالنگ یو مادام۔“

لوجوان بار بار ہی فقرہ دہرا رہا تھا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ہی
نہ مل رہا تھا۔ آخر لوجوان نے مایوس ہو کر ایریل دوبارہ تہہ کر دیا اور
بکس کو جیب میں رکھ کر وہ کار سے اتر آیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا
سڑک پر آ گیا۔ اب اس کی تیز نظریں دانش منزل کے گیٹ پر
لگی ہوئی تھیں۔

سیکرت سرورس کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق تفصیلات چاہیں۔ اور
مونا انکار کرنے یا مانگنے کا تمہارے پاس کوئی موقع نہیں ہے۔ ہمیں ہر
لے پر یہ معلومات چاہئیں۔ اور سونو ہم نے یہ معلومات حاصل کر لینی
چاہئے ہمیں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کیوں نہ غیبی رہ کرنا
ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اس ہولناک ذہنی اور جسمانی عذاب
کے لئے سیدھے طریقے سے تمام تفصیلات بتا دو۔ ہم تمہارے
ساتھ اتنی رعایت کر سکتے ہیں کہ چونکہ تم غیر ملکی ہو۔ اس لئے تمہیں موت

مراۓ دی جائے۔ بلکہ تمہیں زندہ رہا کر دیا جائے۔
تقاب پوش عورت نے انتہائی کرخت لہجے میں جویا سے مخاطب ہو

مگر تم ہو کون اور تمہیں یہ معلومات کیوں چاہئیں؟ جویا
نے حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

تم ہمیں موت کے فرشتے کہہ سکتی ہو۔ ہم جو بھی ہیں اس سے کہہیں
مرد کا سنسن جونا چاہیے۔ میں تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک منٹ دے
سکتی ہوں۔ اگر تم نے ایک منٹ بعد خود ہی صحیح معلومات مہیا نہ کیں
تو میرے دو ہاتھوں اپنا کام شروع کر دیں گے اور پھر معاملہ میرے بس ہے
تو جویا نے گاتھ۔ تقاب پوش عورت نے جو مادام فیونا بھتی

جویا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
تم لوگوں کو کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میرا کسی سیکرٹ

میں جویا نے فریاد کیا۔ تم مقامی سیکرٹ سرورس کی رکھو۔ اور ہو بھی نہیں سکتا بھلا ایک غیر ملکی
ہو۔ اور ہمیں سیکرٹ سرورس کے باقی ممبران کے نام اور پتے

درد کی تیز لہر جویا کے جسم میں پھری کی طرح اترتی چلی گئی اور
جویا کا شعور ایک جھٹکے کر جاگ گیا۔ جویا نے آنکھیں کھولیں
حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ ایک مستطیل نما کمرے میں
پر جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اس کے سامنے ایک عورت مستحضر تقاب
چوڑے کھڑی تھی۔ جب کہ اس کے ساتھ دو اور تقاب پوش عورتیں
تھیں۔ ایک تقاب پوش کے ہاتھ میں الیکٹرک کاویہ پکڑا ہوا تھا
سے منسلک تار کا سرا دیوار کے ساتھ لگے ہوئے پتک میں نصب
اور شاید اسی الیکٹرک کاویہ سے جویا کے جسم کو جلا کر اُسے
پوش میں لایا گیا تھا۔

جویا کے ذہن پر چند لمحے تو گرد سی سوار رہی مگر پھر وہ ہوش
ہو گئی۔

”تم لوگ کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟“
نے دانت بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”میں جویا نا فریاد کیا۔ تم مقامی سیکرٹ سرورس کی رکھو۔ اور ہو بھی نہیں سکتا بھلا ایک غیر ملکی
ہو۔ اور ہمیں سیکرٹ سرورس کے باقی ممبران کے نام اور پتے

جولیا نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔
”اس عورت نے خود ہی ہولناک عذاب کو اپنے گلے لگایا ہے۔

اس لئے تم اپنی کارروائی شروع کر دو۔“ مادام فیونا نے
سپاٹ لیجے میں قریب کھڑے ہوتے نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر
کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا کر قدم جولیا کی طرف بڑھائے۔

”سنو۔“ میں کچھ کہہ رہی ہوں تمہیں غلط فہمی۔۔۔۔۔

جولیا نے کہنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتی نقاب پوش
نے الیکٹرک کاویہ کی سرخ راڈ جولیا کے گال پر رکھ دی اور جولیا کے
علق سے تیز چیخ نکلی اور وہ کمرسی پر بڑی طرح پھڑکنے لگی۔ آست یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم آگ میں جل رہا ہو۔ نقاب
پوش نے کاویہ گال سے گنا کر یورپی طرح دبا دیا تھا۔ اور کمرے میں
گوشت جلنے کی ناگوار بو پھلتی چلی گئی۔ جولیا کا جسم بڑی طرح پھڑک رہا
تھا۔ اور اس کے علق سے بے اختیار پتھیں نکل رہی تھیں۔ لیکن نقاب
پوش کاویہ دبائے بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔ اور پھر جولیا کا
جسم بڑی طرح پھڑکنے کے بعد یکدم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ درد و تکلیف
کی بے پناہ شدت کے باعث بے ہوش ہو گئی تھی۔

جولیا کے بے ہوش ہوتے ہی نقاب پوش نے کاویہ ہٹا لیا۔
جولیا کا گال درمیان میں بڑی طرح جل گیا تھا۔ اندر جبرے کی بڑھی حالت
نظر آنے لگ گئی تھی۔

”اسے ہوش میں لا کر دوسرے گال کو جلا دو۔“
مادام فیونا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور دوسرے نقاب پوش نے

کے ایک کونے میں رکھی ہوئی میز پر پڑے پانی کا جگ اٹھا کر
ایکے سر پر پٹ دیا اور جولیا ہوش میں آگئی۔ ہوش میں آتے ہی
کے علق سے ایک بار پھر پتھیں نکلنے لگیں۔ اور نقاب پوش نے
اسے المیہ بیان سے کاویہ جولیا کے دوسرے گال پر جما دیا۔ اور جولیا
بسم ایک بار پھر بڑی طرح پھڑکنے لگا۔ پتھوں میں نرمانی کیفیت
آئی۔ اور ایک بار پھر گوشت جلنے کی بو کمرے میں پھیلنے چلی گئی۔ اور
دونوں بعد جولیا ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ اب اس کا دوسرا
گال بھی جل گیا تھا۔ اور دوسری طرف سے بھی جبرے کی بڑھی نمایاں
ہوتے لگی۔ جولیا کا جسم پسینے میں بڑی طرح پھینگ گیا تھا۔ اور
پتھیں جو جلنے کے بعد اس کا پورا جسم لرز رہا تھا۔

”خاصی سخت جان محسوس ہوتی ہے۔“ مادام فیونا نے
نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
آپ بے فکر رہیں میڈم۔ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گی۔
نقاب پوش نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک
کی طرف بڑھا۔ دیوار جولیا پر سپاٹ نظر آ رہی تھی۔ نقاب پوش
دیوار کو محسوس انداز میں دبایا تو وہ دیوار میں ایک الماری نما سر ہو
نقاب پوش نے الماری کھولی اور پھر اس میں سے ایک بڑی
بوتل نکالی جس کے منہ پر کاک لگا ہوا تھا۔ بوتل لے کر وہ والیں
اور اس نے بوتل کا کاک ہٹا دیا۔ دوسرے نقاب پوش نے
اس دوران پانی کا ایک اور جگ جولیا پر انڈیل دیا تھا۔ جب بوتل
نقاب پوش جولیا کے پاس پہنچا تو وہ دوبارہ ہوش میں آچکی تھی

اس کا چہرہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے بگڑ گیا تھا۔ لیے بھی دو لون
گال جن کی وجہ سے اس کی شکل بے حد بھیاںک نظر آ رہی تھی۔ اس
کے حلق سے سکھیاں نکل رہی تھیں۔

”تم غلام ہو۔ کیسے ہو۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میرا سیکرٹ سروس
کے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ جولیا نے سسکتے ہوئے کہا۔
”سچ بولو یا جھوٹ۔“ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔

ہمیں معلومات چاہیئیں۔
مادام فیونا نے یوں کہا جیسے اس کے سامنے جولیا کی بجائے کوئی پتھر
پڑا ہو۔

”آپ بے فکر رہیں میڈم۔“ یہ ابھی ٹیپ ریکارڈ کی طرح بول
پڑے گی۔

آفتاب پوش نے کہا اور پھر اس نے تھک کر جولیا کے دونوں سروں
سے سینڈل اتار کر ایک طرف پھینک دیئے۔ اور بوتل کو پیر کے
اد پر اندیل دیا۔ بوتل میں تیزاب تھا۔ جیسے ہی تیزاب جولیا کے سر پر
پڑا۔ جولیا کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ جولیا کے سر سے دھواں سا

نکلنے لگا۔ اور پورے سر کا گوشت گل کر تیزاب کے ساتھ ہی زمین پر
پھینک لگا۔ جولیا کی خوف ناک پیٹوں سے کمرے کے دروازے پر لڑنے
لگے۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں۔ تیزاب اتنا تیز تھا کہ چند لمحوں
میں پیر کا تمام گوشت گل گیا اور ہڈیاں نظر آنے لگیں۔

”دوسرے پیر پر بھی تیزاب ڈال دو۔ اسے ہمیشہ کے لئے معذور
کر دو۔“

مادام فیونا نے بڑے اطمینان سے ہنسنے لگے۔
اور آفتاب پوش نے بوتل دوسرے پیر کی طرف بڑھائی اور جولیا
کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔

”رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔“ میں بتاتی ہوں سب
بوتلاتی ہوں۔

جولیا نے ہڈیاں اندر میں کہا۔
”رک جاؤ۔“ اسے عقل آتی جا رہی ہے۔

مادام فیونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور آفتاب پوش نے بوتل بٹائی۔

سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر مورگ روڈ پر ہے۔ اُسے دانش
نزل کہتے ہیں۔ قلعہ نما عمارت سے جس کا بیڑا سا گیٹ سرخ رنگ کا
ہے۔ جولیا نے دانش منزل کا صحیح پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

”اور کے۔“ اس کی تصدیق کر میں گے۔ سیکرٹ سروس کے
سرباز کے متعلق بتاؤ۔

مادام فیونا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”اے ایکسٹو کہتے ہیں۔ وہ کبھی تجارتی سامنے نہیں آیا۔ اور نہ

ہیں علم ہے کہ وہ کون ہے۔“ جولیا نے جواب دیا۔
”اس سے رابطہ کیسے قائم کرنی ہو۔“ مادام نے پوچھا۔

”کون پر۔“ اور پھر جولیا نے ایکسٹو کا خفیہ نمبر بھی صحیح بتا
دیا۔ وہ ذہنی طور پر مافوق ہو چکی تھی۔ اس لئے سب باتیں ٹھیک ٹھیک

بتاتی رہی جا رہی تھی۔

اب باقی ممبروں کے نام اور پتے بھی بتا دو۔

مادام فیونا نے مطمئن ہونے میں کہا۔
سیکریٹ سروس کے کسی ممبر کا دوسرے سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا
البتہ ایک آدمی ایسا ہے جو سب سے رابطہ قائم رکھتا ہے۔ اس کا
نام علی عمران ہے۔ اور اس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے فلیٹ کا نمبر
دوسو ہے۔ وہ بظاہر سیکریٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ لیکن تمام ممبروں
کو کیس کے دوران وہ کنٹرول کرتا ہے۔ وہی ہدایات دیتا ہے۔ کسی
ممبر کو دوسرے کی اصل شکل کا علم نہیں ہے اور اگر وہ کسی کیس میں
ایک دوسرے سے مل بھی جاتے ہیں تو ہم ایک دوسرے کو ممبروں سے
پکارتے ہیں اور سب میک اپ میں آتے ہیں۔

جولیا نے جواب دیا۔
شاید اب اس کی تکلیف کی شدت میں کمی آگئی تھی اس لئے
وہ ذہنی طور پر کچھ ہوشیار ہو گئی تھی اس لئے وہ اصل بات گول
کر گئی۔

دیکھو تم پھر کئی کاٹ رہی ہو۔ اور سنو میں تمہیں ایک بار پھر
ایک منٹ کا وقت دیتی ہوں ورنہ اس بار پوری بوتل تمہارے
گریبان میں انڈیل دی جائے گی۔ اور نتیجہ تم سمجھ سکتی ہو۔

مادام فیونا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔ تم خود اسے چیک کر
لو اگر ایک لفظ بھی غلط ہو تو مجھے مار ڈالنا ہے شک مار ڈالنا۔"

جولیا نے ہنسی بھری لہجے میں کہا۔

سنو جس علی عمران کا حوالہ تم دے رہی ہو۔ وہ ختم ہو چکا
ہے۔ میں نے اس کا ڈھانچہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اب لو او
یا کہتی ہو۔ مادام فیونا نے جواب دیا۔

علی عمران کا ڈھانچہ۔ یہ ناممکن ہے وہ نہیں مر سکتا۔
جولیا نے یوں جواب دیا جیسے علی عمران کی موت کوئی ناممکن امر ہو۔
"وہ تو مر گیا لیکن تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہو۔ اس
لئے تیار احشر اس سے بھی خراب ہو گا۔ اس کے گریبان میں پوری
وٹن انڈیل دو۔" مادام فیونا نے نقاب پوشش سے مخاطب
ہو کر کہا جس نے ہاتھ میں بوتل پکڑی ہوئی تھی۔

یس مادام۔ نقاب پوشش نے کہا اور اس کا بوتل والا
ہاتھ تیزی سے جولیا کے گریبان کی طرف بڑھا اور جولیا کے حلق سے
ایک لمبی نالی نکلی اور اس کا پورا جسم لرز اٹھا۔ لیکن وہ بے بس تھی۔
اس نے ہی طرح سے جھکڑی ہوئی تھی۔ کہ سوائے چھٹنے کے کچھ بھی نہ کر
سکتی تھی۔

"یس باس" — جوزف یکدم اٹھ اٹھ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ہولسٹروں میں موجود دیواروں کے دستوں پر جم گئے۔ اس لڑکی کو بتاؤ کہ ہم کون ہیں؟ — عمران نے بڑے ماکھڑا ہنچے میں کہا۔

"یس باس" — جوزف نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ چمکی کی سی تیزی سے بڑھا اور لڑکی کی گردن پر جم گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے لڑکی کو یوں کر سی پر سے اٹھایا جیسے سائب کے منہ میں چھوڑ دینا ہو۔ لڑکی بھی طرح طرح کی باتیں پیر مارنے لگی اور جوزف نے اسے کاؤنٹر پر ہی بیٹھ دیا۔

"یہ صرف ابتدائی سبق ہے" — جوزف نے فراتے ہوئے کہا اور لڑکی کا پورا جسم کاٹنے لگا۔

"مم — مم — مجھے صاف کر دو۔" باس اندر موجود ہے۔ لڑکی نے کاؤنٹر سے نیچے اترتے ہوئے انتہائی گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر ایک دھمکے سے دروازہ کھول کر موگان کے دفتر میں داخل ہو گیا۔ جیب کے جوزف وہیں کاؤنٹر کے قریب کھڑا کچھ ہی نظروں سے لڑکی کو دیکھتا رہا جو دوبارہ کبھی پریشان نہ ہوئے۔ اس کے چہرے پر انتہا درجے کا مسلسل گلا مسلے چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر انتہا درجے کا خوف تھا۔ اور وہ یوں جوزف کو دیکھ رہی تھی جیسے بکری قصائی اس کی تھریوں کو دیکھتی ہے۔

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود ایک بڑا

سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر لیکن جسمانی طور پر انتہائی صحت مند لڑکی چٹانک پڑا۔

"کون ہو تم؟" — غیر ملکی نے عمران کو اس جارحانہ انداز میں اندر داخل ہوتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر ناگوار سی کے اثرات ابھر آئے تھے۔

"مسٹر موگان جلدی سے بتا دو کہ تم نے پرنسز انگولا کو کونسی کوٹھی میں بھیجا ہے؟" — عمران نے میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر موگان کی نظروں میں نفیس ڈالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"پرنسز انگولا کوٹھی کیا ہو اس سے؟" — موگان نے چونک کر جواب دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرنے لگے تھے۔

"یوں — تو تم نہیں بتاؤ گے؟" — عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اس کا ہاتھ فضا میں گھوما اور کمرہ بھانج کی نعرہ دار آواز سے گونج اٹھا۔

عمران کا تختہ پوری قوت سے موگان کے چہرے پر پڑا تھا۔ اور موگان کو کسی سمیت جھٹکا کھا کر قرشس پر جا گیا۔ اس نے جتنے ہوئے چرتی سے اٹھنا چاہا مگر اتنی دیر میں عمران جیب سے تیز و جارحانہ شکر نکال چکا تھا۔ جیسے ہی موگان سیدھا ہوا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی موگان کے حلق سے نکلنے والی آواز سے کمرے کے دروازے کو گونج اٹھا۔ لیکن عمران کمرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے یہاں ابھرنے والی کوئی آواز باہر نہیں جاسکتی۔ اور ویسے ہی وہ جس موڈ میں تھا۔ اسے اس

بات کی قرہ برابر پردہ ابھی نہ تھی۔
عمران کا چلا ہوا خنجر سوگان کی بائیں آنکھ میں گستا چلا گیا تھا اور
سوگان نہ صرف ایک آنکھ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا بلکہ اس
کی آنکھ اور پچھلا جڑا تک کٹ کر رہ گیا۔

”بتاؤ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔“
عمران نے عزتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ
ایک بار پھر حرکت میں آیا اور سوگان کے ناک کی پھینک کٹ کر دو
جاگرمی۔

”سب بتاتا ہوں رک جاؤ۔“ سوگان نے جمدی طرح توڑتے
ہوئے کہا کیونکہ اس نے عمران کے خنجر کو اپنی دوسری آنکھ کی
طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔

”جلدی بکو میرے پاس فضول وقت نہیں ہے۔“
عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
”وہ گل دیں کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ہے۔“ سوگان
نے جلدی جلدی پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا جولیہ کو بھی دہاں پہنچا دیا گیا ہے۔“ عمران نے گزشت
لہجے میں پوچھا۔

”ہاں ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ جولیہ دہاں پہنچ چکی ہے۔“
سوگان نے جواب دیا۔

”دہاں کتنے آدمی ہیں۔“
عمران نے پوچھا۔

”دس سلع افراد ہیں۔“
سوگان خنجر کی چمک کے سامنے مسلسل جواب دیتے چلا جا رہا تھا۔
”کوڑ کیا ہیں۔“ عمران نے ایک بار پھر پوچھا۔
”راجہ مہاراجہ اور پرنسز انگو لا۔“ سوگان نے جواب دیا۔
”اور کسے۔“ عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس
کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے بڑھا اور خنجر سوگان کی شدہ رگ میں پھنس
رہ گیا۔ سوگان جمدی طرح تڑپنے لگا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کا جسم
ناک ہو گیا۔ اگلی قی آنکھ اوپر کو چڑھ گئی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران
نے خنجر نکال کر اسے میز پر پڑے ہوئے دسٹر سے صاف کیا اور جیب
میں رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔

”اسے ایک گھنٹے کے لئے چھٹی کمرادو جوزف۔“ عمران نے
سینٹ لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران کا فقرہ مکمل
ہونے سے پہلے ہی جوزف کا ہاتھ گھوم گیا اور لڑکی کی کینٹی پر پٹا خن
ماچھوٹا اور وہ لہرا کر نیچے فرش پر جاگرمی۔ پھر پورا انداز میں گئے
دال ایک ہی مخصوص صوبہ نے اسے کم از کم ایک گھنٹے کے لئے
بے ہوش کر دیا تھا۔ لڑکی اس انداز سے گرمی تھی کہ جب تک
کاؤنٹر پر سے تھک کر نہ دیکھا جاتا۔ لڑکی نلکرنہ آسکتی تھی۔ عمران
نے میز کے کونے میں پڑی ہوئی ایک تھوٹی سی تختی اٹھائی جس پر
”اؤٹ ڈسٹرب“ لکھا ہوا تھا۔ اور جوزف کو باہر آنے کا اشارہ
کرتے ہوئے اس نے بیرونی دروازہ کے باہر وہ تختی زنجیر کے ساتھ
ٹکادی اور دروازہ بند کر کے وہ واپس سنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جو زوت اس کے پیچھے تھا۔

عمارت سے باہر آکر عمران نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار ایک بار پھر خاصی تیز رفتار میں سے دوڑنے لگی۔ جو زوت پھل سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مختلف سرکوں پر دوڑنے کے بعد جلد ہی کار مصفا قاتی کا ٹونی جسے گل دین کا ٹونی کہا جاتا تھا۔ میں داخل ہو گئی۔ بارہ نمبر کو ٹھی میں روڈ پر ہی واقع تھی۔ عمران نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور زور زور سے مارن دینا شروع کر دیا۔ جلد ہی پھاٹک کی ذیلی کھر کی کھلی اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔ نوجوان نے دھارمی دار بنیان اور حنیز کی پٹنوں پہنی ہوئی تھی چہرے پر خاصی درشتگی کے آثار تھے۔

کیا بات ہے؟

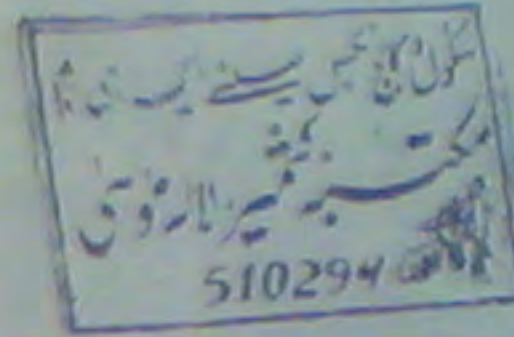
نوجوان نے کار کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے مسٹر موگان نے بھیجا ہے۔ اور پرنسز انگولا سے ملنا ہے۔ انتہائی اہمیت کی ہے۔“ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلے ہوئے کہا۔

”یہاں کوئی پرنسز انگولا نہیں رہتی یہ تو مائیکل ٹروپ کی کڑھلی ہے۔“ نوجوان نے درشت بیچے میں جواب دیا اور سرٹکرواپس جانے لگا۔ مگر عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کا بایاں ہاتھ پوری قوت سے نوجوان کی گردن پر پڑا۔ اور نوجوان اچھل کر دو قدم پیچھے جا گیا۔ یہی کرتے ہی اس نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران دونوں

دونوں پر تیزی سے اچھلا اور پھر اس کے دونوں سر پر ایک دقت نیچے سے اٹھتے ہوئے نوجوان کے سینے پر پڑے۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ کی بجائے غرغراہٹ کی سی آواز نکلی۔ اور اس کی ناک اور منہ سے خون کی دھار نکلنے لگی۔ وہ چند لمحوں میں ہی ساکت ہو گیا۔ عمران کی بھرپور ضرب نے اس کا دل بھاڑ دیا تھا۔ عمران نے جھک کر اس کی ٹانگ پر کڑھی اور اسے مردہ پھٹکی کی طرح گھسیٹ کر کار کے نیچے ڈال دیا۔ جو زوت بھی یہ واقعہ دیکھ کر باہر نکل آیا تھا۔ عمران نے جھٹ کر ایک بار پھر کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ کو ایک جھٹکے کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اونچا کر دیا۔ سیٹ کے نیچے واقعی ایک بڑا سا صندوق بنا ہوا تھا۔ جس میں جدید قسم کا اعلیٰ موجود تھا۔ عمران نے ایک ٹامی گن اٹھائی۔ جس کے ساتھ دس ہزار گولیوں والا بیٹھ منسلک تھا۔ اور ٹامی گن کندھے سے لٹائی اور ایک اور ٹامی گن جو زوت کی طرف اچھال دی۔ اور ساتھ ہی کار کا دروازہ بند کر دیا۔

”آؤ میرے ساتھ اور سنو جو آدمی بھی نظر آئے بلا تھک مار کر مارتا۔“ عمران نے جو زوت کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جو زوت نے پھرتی سے ٹامی گن سنبھالی اور پھر وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے ذیلی کھر کی کڑھلی کے ذریعے اندر داخل ہو گئے۔



بلیک زیرو نے کاریں بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کو باہر گھسیٹا اور پھر اسے اٹھائے ہوئے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے غیر ملکی کو کمرے کے شمالی کونے میں بیٹھا اور خود ہیچے بہٹ کر دروازے کے قریب دیوار پر نصب سوچ بورڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایک بیٹن آن کیا تو کمرے کے درمیان شیشے کی دیوار سرور کی تیز آواز سے پھٹ سے نکل کر فرش میں داخل ہو گئی۔ اس شیشے کی دیوار کی وجہ سے کمرہ دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔ ایک طرف بلیک زیرو کھڑا تھا جب کہ شیشے کی دوسری طرف وہ غیر ملکی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے ایک اور بیٹن دبایا اور شیشے کی دوسری طرف جکے بھورے رنگ کا دھواں سا بھرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوئی اور پھر چند لمحوں بعد وہ غیر ملکی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ بلیک زیرو نے ایک اور بیٹن دبایا۔ اور اس کے ساتھ بھورے رنگ کا دھواں تائب ہو گیا۔ اور اب اس کی جگہ سرخ رنگ کے دھوئیں نے لے لی۔ یوں لگتا تھا جیسے

پورے کمرے میں سرخ مرجھون کا سفوف اڑتا پھرتا رہا ہو۔ سرخ رنگ کے دھوئیں کے ساتھ ہی غیر ملکی نے نہ صرف بڑی طرح چیخا شروع کر دیا بلکہ وہ یوں اچھل رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم میں آگ بھڑکی ہو۔ اس کی چیخیں بلیک زیرو دالے جھٹے میں گونج رہی تھیں۔ بلیک زیرو سوچ بورڈ کے قریب اطمینان سے کھڑا غیر ملکی کو بغور دیکھتا رہا۔ سرخ رنگ کے دھوئیں کی مقدار لمحہ بلمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور جیسے جیسے مقدار بڑھتی جا رہی تھی۔ غیر ملکی کی چیخوں اور اچھل کود میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر غیر ملکی نے کپڑے پھاڑنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں ہی بعد اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہ گیا اور باقی کپڑے فرش پر پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اب وہ بڑی طرح اپنے جسم کو کھلاتا رہا تھا۔ اس کا چہرہ بڑی طرح بگڑ گیا تھا اور آنکھیں باہر کو ابھنی شروع ہو گئی تھیں۔

بچاؤ خدا کے لئے مجھے اس عذاب سے بچاؤ میں مر جاؤں گا۔ غیر ملکی نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن بلیک زیرو خاموش کھڑا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد غیر ملکی نے فرش پر لوٹنا شروع کر دیا وہ اس پھلی کی طرح تڑپ رہا تھا جیسے اچانک پانی سے نکال لیا گیا ہو۔ اس کے پورے جسم پر بڑے بڑے آبلے سے نمودار ہونے لگے تھے اور پھر غیر ملکی کے بڑی طرح کھلانے کی وجہ سے وہ آبلے پھٹ جلتے اور غیر ملکی پہلے سے زیادہ تیزی سے لوٹنا اور اچھلنا شروع کر دیتا۔ اس کا چہرہ اس بڑی طرح بگڑ گیا تھا۔ کہ اب وہ انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت شے نظر آ رہا تھا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی

یہ جنوں میں اب ہدیا فی انداز ابھر آیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب دیواروں سے مگر میں مارنی شروع کر دی تھیں۔
بیک زیدو نے ہاتھ بڑھایا اور سرخ دھویں والا ہٹن آف کر دیا۔ ہٹن آف ہوتے ہی شیشے والے حصے میں موجود دھواں تیزی سے غائب ہوتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی غیر ملکی کے جسم کی حرکات بھی آہستہ ہوتی چلی گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں آنکھ والی آگ آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ فرش پر ساکت پڑا تھا البتہ لمبے لمبے سانس لینے کی وجہ سے اس کا پھولتا پھٹتا سینہ صاف نظر آ رہا تھا۔

”جلدی بتاؤ کہ تمہارا ریڈ میڈوسا سے کیا تعلق ہے۔“
بیک زیدو نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کا فقرہ سنتے ہی غیر ملکی کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے گردن گھما کر بیک زیدو کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے شدید نفرت کے آثار نمایاں تھے۔
”یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے مار ڈالو لیکن یہ عذاب موت دو۔“

غیر ملکی نے لگایا تے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صرف میرے سوالوں کا جواب دو۔ ورنہ اس بار سرخ دھواں پہلے سے زیادہ مقدار میں بھر جائے گا۔ اور پھر تم مر تو نہ سکو گے۔ لیکن.....“
بیک زیدو نے ہاتھ سوچ کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

”ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ سوچ نہ آن کرنا میں بتاتا ہوں۔“

”ریڈ میڈوسا کا محیر حوٰں۔ میرا نمبر فاتیو ہے۔“ غیر ملکی نے انتہائی گھبرائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ریڈ میڈوسا کا اس ملک میں کیا مشن ہے۔“ بیک زیدو نے دوسرا سوال کیا۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ میں تو صرف ایک مہرہ ہوں۔“
غیر ملکی نے گروٹ بدلتے ہوئے کہا۔ اب وہ خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا اور اس کا جواب سنتے ہی بیک زیدو نے ہاتھ بڑھا کر ہٹن دبا دیا۔
گرمے میں ایک بار پھر سرخ رنگ کا دھواں پھیلتا ہوا نظر آیا اور غیر ملکی کے حلق سے چھٹیں نکلتے لگیں۔ وہ دہشت زدہ انداز میں بچ رہا تھا۔

”بند کرو اسے۔ میں بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔“ غیر ملکی نے دھچکتے ہوئے کہا۔

”نہیں بتاؤ۔ ورنہ میں مقدار میں اضافہ کر دوں گا۔“
بیک زیدو نے حکمانہ لہجے میں کہا اور غیر ملکی نے کسی طوطے کی طرح رہا ہوا سبق و سرانہ شروع کر دیا وہ بڑی طرح اچھل رہا تھا اور اپنے جسم کو ساتھ ساتھ بڑی طرح کھچلاتا جا رہا تھا۔

”ریڈ میڈوسا یہاں کی اٹیمک لیبارٹری کو اڑانا چاہتی ہے۔“
غیر ملکی نے بڑی طرح اچھلتے اور چپختے ہوئے کہا۔

”اور تفصیل بتاؤ۔“ بیک زیدو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
بند کرو مجھے اس خوف ناک عذاب سے بچاؤ میں سچ کہتا ہوں میں سب کچھ بتا دوں گا اور بیک زیدو نے ہاتھ بڑھا کر ہٹن آہٹ

کر دیا۔ چند لمحوں بعد غیر ملکی کی اچھل کود آہستہ ہوتی چلی گئی۔
 "میلہ سی تیار میرے پاس فالٹو وقت نہیں ہے کہ میں یہاں کھڑا
 تمہارا ناچ دیکھتا رہوں۔" بلیک زیرو نے ہاتھ سوچنے کی
 طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
 "میرے ذمے ایمک لیبارٹری کا محل وقوع چیک کرنا تھا۔ میں
 نے اپنے دو ساتھیوں کو بھیجا تھا۔ وہ مصوری کرنے کے یہاں وہاں
 گئے تھے۔ اور پھر وہ وہاں کی مکمل رپورٹ لے کر آئے تھے۔ وہ رپورٹ
 کو ڈورڈز میں کانڈ پر لکھی ہوئی ہے۔"

بلیک زیرو نے جیب سے وہی
 کانڈ نکال کر غیر ملکی کو دکھاتے ہوئے کہا جس پر ٹیڑھی میٹر بھی لکیریں
 بنی ہوئی تھیں۔
 "ہاں یہی رپورٹ ہے جو میں نے ریڈ میڈ و سا کو پہنچانی تھی۔
 بھڑائیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ڈی کوڈ کیا ہے۔ جلد ہی بتاؤ۔ اور سنو اگر یہ تمہارے
 بتائے ہوئے طریقے سے ڈی کوڈ نہ ہوا تو میں سرخ رنگ کا دھواں
 چھوڑ کر خود چلا جاؤں گا۔ اور پھر جو تمہارا حشر ہو گا اس کا تصور تم
 آسانی سے کر سکتے ہو۔"

بلیک زیرو نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔
 "کارنگاڈ ایسا نہ کرنا۔ یہ بہت خوف ناک ہے۔ میں تصور بھی نہ کر
 سکتا تھا کہ اس قدر خوف ناک عذاب بھی دنیا میں ہو سکتا ہے۔"

بھڑائیو نے گہرائے بوسے لہجے میں کہا۔
 "تو پھر ڈی کوڈ تک بتاؤ۔" بلیک زیرو نے اطمینان
 سے انداز میں کہا۔

"ایلیفا بیٹا ڈیل ایلیفا کوڈ ہے۔" بھڑائیو نے کہا۔
 "بس ٹھیک ہے میں سمجھ گیا اب میں اسے ڈی کوڈ کر لوں گا۔ لیکن
 بتاؤ کہ تمہارے ساتھیوں نے یہ رپورٹ حاصل کیسے کی۔ تمہارے
 لئے کے مطابق وہ صرف مصوری کرنے گئے تھے۔"

بلیک زیرو نے پوچھا۔ اس کے ذہن میں مصوری کی وہ رپورٹ آگئی
 تھی۔ جس میں اس نے ایک مرد اور عورت کا وہاں مصوری کے لئے
 ہوا اور پھر کار میں سے غائب ہو جانے کا ذکر کیا تھا۔

"در اصل مصوری کا اینڈل سینڈ جدید ترین مشینری کے تحت بنایا
 جاتا تھا۔ بظاہر وہ کلڑھی کا ایک عام سا سینڈ تھا۔ لیکن اس کی تین ٹانگوں
 کے اندر ایسے حساس ترین آلات نصب تھے۔ کہ وہ زمین کے اندر
 جا کر صرف ایک کی گہرائی میں چلنے والی کسی بھی مشین کی نہ صرف مابیت
 اس کا مقصد تک لوٹ کر لیتے تھے اور ان کی رپورٹ ایک چھوٹی
 سی فلم میں جو اس تختے کے اندر فٹ ہوتی جس پر کانڈ چڑھا کر مصوری کی
 جاتی ہے تحریر ہوتی رہتی تھی۔ اس فلم کے ذریعے یہ رپورٹ تیار کی
 جاتی ہے۔" بھڑائیو کی قوت ارادی سرخ دھویں نے
 مکمل ہی ختم کر دی تھی۔ اس لئے وہ بڑھی وضاحت سے تمام سوالوں
 کے جواب دیتا چلا جاتا تھا۔

"یہ رپورٹ تم نے ماہ ام فیونا کو دینی تھی۔" بلیک زیرو

ہوں ہوا کہ اس کی سانس رک گئی ہے اور پھر دماغ پر سیاہ رنگ کی
چھٹی چلی گئی۔ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ کوئی
اس کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کے بعد تاریکی ہی تاریکی تھی۔



تھہر دے۔ رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ یہ ظلم نہ کرو میں
جاتی ہوں۔ جو لیا نے اپنے گریبان کی طرف تیزاب کی بوتل
دھتے دیکھ کر ہدیاتی انداز میں جھٹکتے ہوئے کہا۔
رک جاؤ۔ مادام فیونا نے نقاب پوش سے کہا۔ اور
نقاب پوش کا ہاتھ آخری لمحے میں واپس ہو گیا۔ اگر مادام فیونا ایک
دور سے نہ روکتی تو نقاب پوش تیزاب کی پوری بوتل جو لیا کے
گریبان میں انڈیل چکا ہوتا اور ظاہر ہے اس کے بعد جو لیا کا جو حشر
ہوتا وہ الہیہ شمس تھا۔

سیکریٹ سروس کے میرے علاوہ چھ ممبر ہیں۔

ان کے نام اور پتے بتاؤ۔
مادام فیونا نے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

نے پوچھا۔
"ہاں وہی ہماری سہرا ہے۔" ممبر خانیو نے جواب دیا۔
"کیا وہی ریڈ سیڈ دسا ہے؟" بیک زیرو نے دوسرا
سوال کیا۔

اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ کہ وہ خود باس ہے یا وہ بھی کسی کی ہے۔
ممبر خانیو نے جواب دیا۔

"اد۔ کے۔" اب تم آرام کرو میں تمہاری بتائی ہوئی باتیں چیک
کروں۔" بیک زیرو نے کہا اور پھر تیزی سے دروازہ کھول

باہر نکل آیا۔ ہاتھ میں رپورٹ کا کاغذ پکڑے وہ تیزی سے چلتا ہوا
آپریشن روم کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کہ اچانک کہیں قریب ہی

کی سی آواز ابھری اور بیک زیرو کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا
اور وہ منہ کے بل زمین پر گرنا چلا گیا۔ رپورٹ والا کاغذ اس کے ہاتھ

چھوٹ کر ایک طرف جا گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا رہا تھا کہ جیسے
اس کی کمر میں گرم سلاخ اترتی چلی گئی ہو۔ دماغ پر اندھیروں نے بڑے

زبردست انداز میں یلغار شروع کر دی۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم
میں سمجھ گیا کہ کسی نے اس کی پشت پر گولی مار دی ہے۔ اس کا سام

گھٹنا چلا جا رہا تھا۔ اس سانس لینے کے لئے اسے زبردست جدوجہد
کرنی پڑ رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے چند لمحوں بعد اس کی روح اس کے

جسم کا ساتھ چھوڑ جائے گی۔ اور پھر تیز تیز قدموں کی آواز اسے قریب
آتی سنائی دی۔ اس نے اپنے سر کو جھٹک کر دماغ پر پھیلنے والے

اندھیرے کو دور کرنے کی آخری کوشش کی مگر بیک لخت اسے

ان کے نام صفدر، شکیل، انصافی، چوہان۔ صدر لعلی اور توبہ میں اور وہ سب اس وقت اٹھک ریسرچ لیبارٹری کی نگرانی میں مصروف ہیں۔ اور مستقل وہیں رہتے ہیں۔
جولیانے جواب دیا۔

ان کے دماغ کے پتے بتاؤ۔ مادام فیونانے زور سے کہہ پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم۔ میں دماغ کبھی نہیں گئی۔ جولیانے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا جسم سسپکاتپ رہا تھا۔

بوتل امڈیل دوڑ۔ مادام فیونانے نقاب پوش سے دوبارہ مخاطب ہو کر کہا۔ اور نقاب پوش ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ اور جولیانے آنکھیں خوف سے پھٹی چلی گئیں۔

میں سچ کہہ رہی ہوں مجھے پتہ نہیں۔ جولیانے بذیانی الفاظ میں جھٹکتے ہوئے کہا۔ لیکن نقاب پوش مسلسل اس کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب پہنچتا اچانک کرے

کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ سب چونک کر مڑے۔ مادام۔ کوٹھی پر حملہ ہو گیا ہے۔ انتہائی خوف ناک جھک

رہی ہے۔ حملہ آور جلد ہی کوٹھی پر قبضہ کر لیں گے آپ یہاں سے نکل چلیں۔ آنے والے نے جو زار سن تھا۔ دماغ کا انچارج گہرائے ہوتے لمحے میں کہا۔

کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے۔ مادام نے

پوچھا۔ آئیے میرے ساتھ۔ اور تم دونوں جلد ہی سے جا کر دماغ کے خلاف مورچہ سنبھالو۔ زار اس نے مادام کو راب دینے کے ساتھ ساتھ نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر حکیمانہ

مجھے میں کہا اور وہ دونوں بوتل پھینک کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑے اور پھر باہر بھاگتے پلے گئے۔ ان کے بعد زار اس اور

مادام کمرے سے باہر نکلے اور پھر زار اس مادام کا ہاتھ پکڑے تیزی سے ایک راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں موجود دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر زور سے

مارا۔ دیوار درمیان سے پھٹی چلی گئی۔ اور وہ دونوں اس خلا سے دوسری طرف نکل گئے۔ دیوار ان کے پار ہوتے ہی دوبارہ برابر ہو گئی۔ اب وہ ایک پتلی سی سڑنگ میں دوڑنے لگے۔ سڑنگ کے اختتام

پہاں کا سامنا ایک بار پھر دیوار سے ہوا۔ اور زار اس نے یہ دیوار بھی ایک کونے میں سپر کی ضرب لگا کر غائب کی اور پھر وہ دونوں دیوار کے پار چلے گئے۔ یہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو گیراج

سائیکل کے اندر سپورٹس ماڈل کی ایک کار موجود تھی۔ سائیکل گریٹ بنا ہوا تھا۔ زار اس نے سٹر گیٹ کے کونے میں لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو سٹر تیز آواز سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔

بٹن سے سڑک صاف نظر آرہی تھی۔ زار اس تیزی سے ایک بڑے سیٹ پر بیٹھ گیا۔ مادام فیونانے ساتھ والی سیٹ سنبھالی اور

پسے نقاب اتار لیا۔ کار تیزی سے گیراج سے نکلی۔ اور زار اس

نے کار کے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ان کے باہر نکلتے ہی
گیراج کا شٹر خود بخود تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اور زارکس کی کار تیزی
سے سڑک پر دوڑتی ہوئی وہ سری کاروں میں شامل ہو گئی۔

”یہ حملہ آور کون ہیں؟“ مادام فیونانے جواب دیا۔
خاموشی مٹی بڑے گھبرائے ہوئے میں پوچھا۔

”معلوم نہیں مادام۔ بس اچانک ہی انہوں نے حملہ کر دیا۔
حمد انشائز تھا کہ ہمارے سنبھلتے سنبھلتے وہ اندر تک پہنچ گئے۔“

زارکس نے جواب دیا۔
”اس کا مطلب ہے کہ تمہارا خیال غلط تھا۔ جو لیا کو اموا کرنے والے
اپنے بچے انہیں لگا لائے تھے۔ ورنہ اس طرح اچانک حملہ نہ ہوتا۔“

مادام فیونانے سر ہلکتے ہوئے کہا۔
”ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس بات کا خیال تو بہت رکھا گیا تھا۔“

زارکس نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔
”مجھ سے غلطی ہوئی آتے ہوئے اس جو لیا کو گولی مار دینی چاہیے تھی۔“

مادام نے افسوس بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
”پھر ہمیں دیر ہو جاتی۔ حملہ آور بس چند لمحوں بعد ہی وہاں پہنچ جاتے۔“

زارکس نے جواب دیا۔
”اب تم کہاں جا رہے ہو؟“

مادام فیونانے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔
”ہمارا ایک اور خطیہ اڈہ ہے وہاں پہنچ کر پہلے تمام حالات کا

اندازہ لگاؤں گا۔ اور پھر جیسے حالات ہوئے ویسے اقدام کروں گا۔“

زارکس نے جواب دیا۔
مادام فیونانے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ زارکس سے کہے کہ
اسے ہوٹل پر ڈراپ کر دے مگر پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔
”میں نے سوچا کہ پہلے وہ ہوٹل فون کر کے حالات کا پتہ کرے گی پھر
وہاں جائے گی۔“

مختصر سی دیر بعد زارکس نے کار ایک اور کالونی کی طرف
ہوٹل کی اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر
رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں مارن دیا تو پھاٹک کھلا اور ایک
نوجوان تیزی سے قدم اٹھاتا باہر آ گیا۔

”ہیکل کو بلاؤ۔“ زارکس نے نوجوان سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”ہیکل آج کل ملک سے باہر ہے۔ ایک ہفتہ بعد آئے گا۔“
نوجوان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں چند لمحوں انتظار کر لیتا ہوں۔“ زارکس
نے غصے سے لہجے میں جواب دیا۔

”اور کے پاس۔“ آپ اچانک کیے آگئے۔“
نوجوان نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔ پہلی گفتگو شاید ایک

دھڑکنے کی پہچان کے لئے کوڑ تھی۔
”کوائنٹ بکسروں پر حملہ ہو گیا ہے تم جلدی سے پھاٹک کھولو۔“

زارکس نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نوجوان تیزی سے سڑک بھاگتا
پھاٹک کی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا

پھاٹک کی کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھلتا

داسم نے یو جھا -

تین جیسے سینگ — انٹرکام سے ایک مردانہ

آواز اجہری -

بہتر پاس :- دوسری طرف سے کہا گیا اور زار سے تھے
 کام کا بیش آف کر دیا ۔

میں نے وہاں سے بات کراؤ۔

ابن قائم ہوتے ہی نثار سن نے کہا۔

آپ کون بول رہے ہیں :
دو ٹکڑی طرف سے پوچھیا گیا ۔

”وہاں لو اسٹ نمبر ون یہ ملے ہو گیا ہے تم لوگ ہوشیار رہو“

زارس نے ٹھکانہ پہنچے میں کہا اور پھر کار سے نیچے اترتی ہوئی مادام کو
سنے چھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمارت کے اندر بڑھتا چلا گیا۔

توڑی دیر بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ایک
 رطے سے کمرے میں آئے جہاں ایک بیڑی سی میز موجود تھی۔ اور

یہ مختلف سائندوں کی سکرینیں نصب ہیں۔۔۔۔۔ میزلی
 طے یہ مختلف رنگوں کے شبنوں کی ایک طویل قطار نصب صاف نظر

دہی لیتی۔ — نارس نے میز کے چھپے پیٹھی ہوئی کرسی سے بھاگی
وہ مادام میز کے قریب رکھی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔ نارس

تھے ہی سامنے کی دیوار پر نصب ایک سکرین روشنی ہو گئی۔

دکس کے چہرے پر المیہ کی لہر دوڑ گئی۔ سکیمین پر چہرہ لکھوٹا۔
ب منظر اٹھ آیا۔

یہ کوٹھی کے سامنے کی سمت تھی۔ کوٹھی میں پولیس کے افراد گھومتے نظر آ رہے تھے۔

ادہ اس کا مطلب ہے پولیس وہاں پہنچ گئی ہے۔
س نے چونکے ہوئے کہا۔

میں ان کا دوست ہوں نارس۔۔۔۔۔ نارس نے ٹھکر
ساجواب دیا۔
"مسٹر موگان کو کسی نے ان کے دفتر میں گھس کر قتل کر دیا ہے۔
ان کی سیکرٹری کو بے ہوش کر دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ دوسری طرف
سے جواب ملا اور نارس یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم
پھٹ گیا ہو۔
"کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ نارس نے گہرائے
ہوتے لہجے میں پوچھا۔

"دو گھنٹے پہلے ددا آدمی وہاں آئے تھے۔ سیکرٹری کے بیان کے
مطابق ان میں سے ایک نوجوان تھا اور دوسرا ایک لیجر شیجر جو
تھا۔ انہوں نے پہلے سیکرٹری پر تشدد کیا اور پھر وہ نوجوان موگان
کے کمرے میں گھس گیا اور پھر جب واپس آیا تو سیکرٹری کو ہوش
کر کے وہ دونوں بھاگ گئے۔ جب سیکرٹری ہوش میں آئی تب پتہ
چلا کہ مسٹر موگان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔
دوسری طرف سے تفصیل بتائی گئی۔

"اوہ دیری بیڈ۔۔۔۔۔ نارس نے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں
سے ریسپور کرپڈل پر دکھ دیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ تشدد سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ موگان
سے کوئی خاص بات پوچھنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

مادام فیونانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے اپنے

کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
یس میری ناروش سپیکنگ۔۔۔۔۔ والٹر قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔
"مادام فیونانے سپیکنگ۔۔۔۔۔
مادام فیونانے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"یس مادام۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے مؤویبانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات۔۔۔۔۔ مادام فیونانے پوچھا۔
"اور تو کوئی خاص بات نہیں مادام۔۔۔۔۔ البتہ دو گھنٹے پہلے
ایک نوجوان میرے پاس آیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو محکمہ ثقافت کا
انچیرفٹا ہر کر رہا تھا۔ اس نے باتوں باتوں میں ریڈ میڈ و سا کا نام لیا۔
اور کہا کہ ریڈ میڈ و سا ایک عریاں ڈانس کا نام ہے۔ وہ یہاں نہیں
ہونا چاہیے۔ اور جلتے ہوئے کہہ گیا کہ مادام فیونانے کو پیغام دے دیں
کہ ریڈ میڈ و سا یہاں نہیں چلے گا۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ یہ بات ہے تو سنو تم المینان سے شو کو داب میں وہاں
نہیں آؤں گی۔ اگر کوئی پوچھے تو کہہ دینا کہ ایک ضروری کام کی وجہ
سے مقام واپس اپنے ملک چلی گئی ہے۔ منیجر سے باقی بات چیت
تم کر لیا۔ اب تم اس طائفے کی انچارج ہو۔ سمجھ گئیں۔
مادام فیونانے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام جو آپ کا حکم۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔ اور مادام نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیے۔
اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔
”کمرہ نمبر تین سو دس سے بات کراؤ۔“ مادام نے
رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

”معاف کیجئے کمرہ نمبر تین سو دس میں رہنے والے مسٹر ہنری کو
پولیس بے ہوش کر کے لے گئی ہے۔“
دوسری طرف سے جواب ملا۔

”کیا مطلب۔“ کیا پولیس نے وہاں چھاپا مارا تھا۔
مادام کی آنکھیں حیرت سے پٹی پڑی تھیں۔

”تفصیل کا علم تو نہیں۔ البتہ یہ پتہ چلا ہے کہ سرسئی رنگ کے
سوٹ میں ملبوس آدمی مسٹر ہنری کو بے ہوشی کے عالم میں کاندھے
پر اٹھائے لفٹ سے نیچے اترا۔ تو ایک ویٹر نے اسے روکنے کی کوشش
کی۔ مگر اس نے یہ کہہ کر ویٹر کو ہٹا دیا کہ پولیس کے کام میں مداخلت
نہ کرو۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مادام نے
ریسیور کریڈل پر پتہ بخ دیا۔

”آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔“ مادام نے دانشوں سے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ہر طرف بازی الٹی ہو رہی تھی۔ چند لمحے وہ
بیٹھی سوچتی رہی۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا چھپا سا ڈبہ
نکالا اور اس کے ایمیل کو کھینچ کر چار منزل اوپر کر دیا۔

”ہیلو۔“ ریڈسڈ سا سپیکنگ اور۔“
مادام نے سخت بے چینی میں کہا۔

نمبر فور سپیکنگ میڈم اور۔“ دوسری طرف سے ایک

جہانی ہوئی آواز نکلی۔
”ابھی نمبر فائیو کی نگرانی پر لگایا گیا تھا۔ ابھی ابھی مجھے علم ہوا
ہے کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے اور۔“ مادام نے انتہائی
خفت بے چینی میں کہا۔

”میں مادام۔“ میں ہوٹل ٹائی ڈسے میں نمبر فائیو کی نگرانی سنبھال
رہا ہوں۔ ایک آدمی نمبر فائیو کو بے ہوشی کے عالم میں
دھمکے پر اٹھائے لفٹ سے نیچے اترا۔ ویٹر نے اسے روکنا چاہا۔ تو
اس نے پولیس کا نام لے دیا۔ اور نمبر فائیو کو اٹھائے باہر کار میں
ڈال کر چل پڑا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اسے مورگ روڈ پر
ایک قلعہ نما عمارت میں لے گیا۔ میں نے آپ سے رابطہ قائم کرنے
کی کوشش کی۔ لیکن آپ سے رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ تو میں نے اپنے
طریقہ کمارت کے اندر جانے کا منصوبہ بنایا اور پھر میں کار کو
دیار کے ساتھ کھڑی کر کے عمارت کے اندر کود گیا۔ بہت وسیع و
بہین عمارت تھی۔ وہی کار جس میں نمبر فائیو کو لے جایا گیا تھا۔ وہاں
موجود تھی۔ میں جس وقت کار کے قریب پہنچا تو میں نے ایک
دروازے سے اسی آدمی کو جس نے نمبر فائیو کو اغوا کیا تھا باہر نکلتے
دیکھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑا ہوا تھا۔ میں نے اس
کی پشت میں سائیلنسنگ گے ریوالتور سے گولی مار دی۔ لیکن جب میں
اس کے قریب پہنچا تو اچانک میرے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی اور
میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں

بند تھا۔ میں نے کمرے سے نکلنے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن اس کا دروازہ بے حد مضبوط ہے اور ایسی ساخت کا ہے کہ نہ تو توڑا جاسکتا ہے اور نہ ہی کھولا جاسکتا ہے۔ نمبر فائیو بھی اسی کمرے میں ہے اس کی انتہائی بُری حالت ہے۔ اس کے تمام جسم پر ایلے پیلے ہوئے ہیں۔ اور اس کی ذہنی کیفیت مآذوف ہے۔ بہر حال میں نے کوشش کر کے پوچھا تو اس نے اتنا بتایا ہے کہ لانے والے نے اس پر تشدد کر کے ریڈمیٹڈ سا کے متعلق پوچھا اور لیبارٹری سے متعلق وہ کوڈ ریپورٹ بھی اس کے پاس موجود ہے۔ نمبر فائیو نے اس سے وہ کوڈ ریپورٹ بھی ڈی کوڈ کرنے کا راز معلوم کر لیا ہے اور۔۔۔ نمبر فور نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ ویسی بیڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے تم دونوں اسی عمارت میں قید ہو۔ اور۔۔۔ مادام نے کہا۔

”لیس میڈم۔۔۔ ہم دونوں اسی عمارت میں ہیں اور۔۔۔ نمبر فور نے جواب دیا۔

”او۔۔۔ میں ابھی اس عمارت پر حملہ کرتی ہوں تم بے فکر رہو۔ اور اینڈ آل۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایریل دوبارہ تہہ کر دیا۔

”یہ عمارت جو لیا کے مطابق سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے اس کا مطلب ہے سیکرٹ سروس ہماری راہ پر چل نکلی ہے۔ اور میں حیران ہوں کہ انہیں ریڈمیٹڈ سا کے متعلق کیسے معلومات مل گئیں اور نہ صرف معلومات مل گئیں۔ بلکہ انہوں نے حیران کن تیزی سے

برائت سے حملے شروع کر دیے ہیں۔ پوائنٹ نمبر ون پر حملہ۔ موگان کا نمبر فائیو کا اعزاء۔ میرے ہوٹل پر پہنچ کر ریڈمیٹڈ سا کا ذکر کرنا۔ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ واقعی یہ سیکرٹ سروس تو مافوق الفطرت ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں کہ ان کا مقابلہ کس سے ہے۔ میں اس ہمت کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی۔۔۔ مادام کا چہرہ غصے کی حدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

”واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے سب کچھ۔۔۔

”تہا بے پاس کتنے آدمی ہیں اور کون کون سا اسلحہ ہے۔۔۔ مادام نے ہوٹل بھیجے ہوئے پوچھا۔

”دس آدمی ہیں اور یہاں سٹور میں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

”لیس ٹھیک ہے تم اپنے آدمیوں کو تیار کرو اور مجھے اسلحہ خزانے میں لے چلو۔ میں ابھی اس عمارت پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ مادام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مگر مادام اس وقت تو دن ہے۔ وہاں ہجوم اکٹھا ہو جائے گا۔ پولیس آجائے گی۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ رات کو حملہ کیا جائے۔۔۔ مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”نہیں۔۔۔ میں اینٹ کا جواب فوری طور پر پتھر سے دینا چاہتی ہوں تم تیار ہی کرو۔۔۔ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور مادام نے ٹانھ انٹرکام کی طرف بڑھا دیا غلط فہم وہ مادام کے سامنے

مزید کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔

اچانک مادام فیونا نے کسی خیال کے تحت کہہ دیا۔
اور ٹارلس کا ماتھ اسٹرکام کا بٹن دباتے دباتے رک گیا۔

اور مادام نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو جولیا نے اُسے داتش منزل کے بتائے تھے۔ نمبر مکمل ہوتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

یس ایکسٹوینکٹنگ — دوسری طرف سے ایک

بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

جولیا پسینگ فرام دس اینڈ — مادام فیونا نے جولیا کے لہجے اور آواز کی نقل کرتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔

یس کیا بات ہے؟ — ایک ٹوٹے پستور اسی

لہجے میں پوچھا۔

میں ریڈمیڈوسا کے قبضے سے نکل آتی ہوں۔ میرے پاس اس کا ایک ایسا راز ہے جو میں فوری طور پر آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں۔ مادام فیونا نے کہا۔

ریڈمیڈوسا — ٹھیک ہے — آؤ — ایکسٹو

حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور مادام فیونا کے ذہن میں ایک

جھماکا سا ہوا۔ سیکرٹ سروس کے سربراہ کا ریڈمیڈوسا کے نام پر

جو کئے کا مطلب ہی تھا کہ اُسے ریڈمیڈوسا کے بارے میں کوئی علم

نہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ موجد کو قتل کرنے والے کوئی اور تھے

یہ اسی طرح چل دیں کالونی پر حملہ بھی سیکرٹ سروس کی طرف سے نہ ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً ایکسٹو کو اس کا علم ہوتا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس عمارت میں نمبر فائیو کو لے جایا

یہاں سے اور اس پر تشدد کر کے ریڈمیڈوسا کے بارے میں تفصیلات بھی نکلیں۔ پھر نمبر فور نے عمارت میں داخل ہو کر لے جانے والے پرنٹ

یا افسانے کو لی مار دی لیکن اُسے بھی بے ہوش کر کے قید کر دیا گیا۔

اس کے باوجود ایکسٹو ریڈمیڈوسا کے بارے میں لاعلم تھا۔ فوراً

یہ اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور وہ سمجھ گئی کہ اصل حکم کیا

چاہا ہوگا۔ وہ اصل نمبر فائیو کو لے جانے والا سیکرٹ سروس کا کوئی

نمبر ہوگا۔ جسے اتفاق سے ریڈمیڈوسا کے بارے میں معلومات مل

لیں۔ اور وہ نمبر فائیو کو ہیڈ کوارٹر میں اغوا کر کے لے گیا۔

اس پر تشدد کر کے اُس سے راز اٹھوایا۔ لیکن اس سے پہلے

وہ یہ معلومات ایکسٹو تک پہنچاتا۔ اُسے نمبر فور نے قتل کر دیا۔

اس طرح یہ راز اس ایجنٹ کے سینے میں ہی دفن رہ گیا اور ایکسٹو

اس سے لاعلم ہی رہا۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس نے ریڈمیڈوسا

کے نام پر حیرت کا اظہار کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس نے ایک

لے میں ہی سوچ لیا۔

سر میں ابھی ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں۔ چونکہ مجھ پر بے پناہ تشدد

کیا گیا ہے اس لئے میرا ذہن سلامت نہیں ہے۔ آپ مجھے ہیڈ کوارٹر

کے گیٹ پر ہی مل لیں۔ اور مجھ سے وہ راز لے لیں۔

مادام فیونا نے بات بتاتے ہوئے کہا کیونکہ اُسے عمارت میں داخلے

کے طریق کار اور کوڑے وغیرہ کا علم نہیں تھا۔ اور وہ ایکسٹو سے اس باسے میں پوچھ بھی نہ سکتی تھی۔ کیونکہ اس طرح ایکسٹو مشکوک بھی ہو سکتا تھا۔

او۔ کے۔ تم آ جاؤ۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مادام فیونا نے ریسور کریدل پر رکھ دیا اور پھر پھرتی سے جیب سے وہی پیٹا سا بکس نکالا اور اس کا ایریل تین منزلوں تک کھینچ لیا۔

یس نمبر تھری سیکنگ اور۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

ریڈ میڈ وسا اور۔ مادام فیونا نے سخت لہجے میں کہا۔

یس مادام فرمائیے اور۔ نمبر تھری نے موڈ بانٹ لیا۔

تم کھینچو کو لے کر فوراً مورگ روڈ پر ایک قلعہ نما عمارت کے سامنے پہنچ جاؤ۔ میں میک اپ میں تمہیں وہیں ملوں گی۔ کوڈ ہی ہوں گے۔ باقی ہدایات وہیں دوں گی اور۔ مادام فیونا نے حکماً لہجے میں کہا۔

یس مادام۔ میں دس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا اور۔ نمبر تھری نے جواب دیا۔

حملہ کرنے والا لوشی اور انٹی لوشی بھی اپنے ہمراہ لے آنا اور۔ مادام فیونا نے کہا۔

او۔ کے۔ مادام اور۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور اینڈ آل۔ مادام نے کہا اور ایریل تہہ کر کے ڈیڑ دو بارہ

بیس ڈال لیا۔ تم اپنے آدمیوں کو بھول اور مشین گنوں سے مسلح کر کے اس عمارت کے گرد پھیل دو۔ میں نے اپنی حکمت عملی تبدیل کر لی ہے۔ لیکن حملے کی ضرورت پڑ جائے۔ تم تھری ون ٹرانسمیٹر اپنے منہ لے جانا۔ میں اس پر تمہیں کاشن دوں گی۔ کاشن ملتے ہی تم لوگوں کے حملے کا آغاز کر دینا ہے۔

مادام نے زار زس کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ لیکن مادام آپ اگر اس عمارت میں ہوئیں تو پھر۔ زس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

تم ضرورت سے زیادہ احمق واقع ہوئے ہو۔ کیا میں اتنی ہی بے وقوف ہوں کہ بغیر اپنا بچاؤ کئے حملے کا حکم دے دوں گی؟

مادام نے غصیلے لہجے میں کہا۔ سو رہی مادام۔ بس ویسے ہی خیال آ گیا تھا۔ زس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

میں باتھ روم میں جا رہی ہوں۔ مجھے میک اپ باکس وہیں پہنچا دو۔ جیسا کہ میں چو لیا کا میک اپ کر سکوں۔ مجھے میک اپ باکس دے دو۔ تم اپنے آدمیوں کو لے کر اس عمارت کی طرف چلے جاؤ۔ سپورٹس کار پھر آتے جانا۔ میں اس کار میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔

مادام نے اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جن پر ٹوائٹ کا نوکھا ہوا تھا۔

”میک اپ باکس ٹوائٹ میں پہلے سے موجود ہے مادام۔ تیسری
المارسی کے پچھلے خانے میں۔“ زارس نے جواب دیا۔
”اد کے۔“ مختلف وگین بھی ہیں وہاں۔“ مادام نے

اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یس مادام۔“ المارسی میں مختلف لباس اور وگین بھی موجود

ہیں۔ ہر قسم کا میک اپ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔“ زارس

نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ اب تم وہاں جانے کی تیاری کرو۔ اور سوتھیں

وہاں اس انداز میں ٹھیک کر رکنا ہوگا کہ کسی کو تم پر یا تمہارے آدھے

پر شک نہ پڑے۔ وہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہو سکتا ہے

اس کی نگرانی کا بھی کوئی انتظام ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارے آدھے

مشکوک ہو جائیں اور بنائیا کھیل بگڑ جائے۔“ مادام نے

انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں مادام۔“ زارس نے اسے اطمینان

دلاتے ہوئے کہا اور مادام سر ہلاتی ہوئی ٹوائٹ کی طرف برسر

پہنچی گئی۔

بھائیک کی ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہوتے ہی عمران اور جوزف

نے سے دائیں سمت کی دیوار کی طرف بھاگے۔ وہاں ہینڈی کی تھوڑی

بڑی موجود تھی جو اصل عمارت تک چلی گئی تھی۔ اب یہ اتفاق ہی کہلا

سکتا ہے کہ جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عمارت کے

سامنے کے رخ پر کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ اور وہ دونوں بخیر و

خیریت ہینڈی کی باڑھ کے پیچھے ٹھیک گئے اور پھر جھکے جھکے انداز میں

دھڑکتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ عمارت کے

پہلے پہلے ہی تھے کہ ایمانک دو مسلح افراد برآمدے میں نمودار ہوئے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ ان کی نظروں میں آئے بغیر وہ عمارت میں داخل

ہو سکتے تھے۔ اس لئے عمران نے ٹافی گن سیدھی کی اور دوسرے

کے ہتھکڑیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ اور وہ دونوں کسی

نہایت گھوم کر قریش پر گرتے چلے گئے۔

تمہیں ٹھہر کر انہیں سنبھالو۔“ عمران نے اپنے پیچھے موجود

لڑکے سے کہا اور پھر خود تیزی سے اچھل کر ہینڈی کی باڑھ کے پیچھے سے

نکلے اور بھاگتا ہوا مختلف سمت میں پوچھ کے ایک ستون کی طرف

بڑھتا چلا گیا۔ اُسی لمحے اپنے پیچھے گولیوں کی ترڑا تڑا بہت سنائی دئی اور عمران نے جب لگا کر ستون کی آڑ لے لی۔ یہ فائر جوزف کی طرف سے ہوئے تھے۔ اور اس کی گولیوں نے ایک آدمی کو سائیڈ کے کمرے سے نکل رہا تھا شکار کر لیا تھا۔ چند لمحے گھمبیر سی خاموشی طاری رہی اس کے بعد اپنا تک عمارت کے اندر سے گولیاں چلیں۔ یہ مختلف سائیڈوں سے چلائی جا رہی تھیں۔ اور پھر عمران اور جوزف نے ایک وقت فائر کھول دیا۔ اور ان کی گولیوں نے دو آدمیوں کو اوپر والی منزل کی کمر کیوں سے نیچے اچھال دیا۔ عمران اپنا تک ستون کی آڑ سے نکلا اور پھر گولیاں چلاتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔ اُسی لمحے اس پر ریلنگ کے آخری سرے سے گولیوں کی بارش پڑی۔ لیکن عمران نے غور سے نگاہیں اور فرش پر کر دھیں بدلتا ہوا ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ البتہ اسی کی ٹامی گئی ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہ ہوئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود تو گولیوں کی اس بارش سے بچ گیا لیکن آنے والے تینوں آدمیوں کو اس کی ٹامی گئی نے چاٹ لیا۔ اور جوزف بھی اب ہتھیار کی بارش سے نکل کر عمارت کے پورچ میں داخل ہو گیا تھا۔ اپنا تک سیڑھیوں پر سے ان پر فائرنگ کی گئی اور جوزف کے حلق سے خون جاری ہو گیا۔ ایک گولی نے اس کے بازو میں سوراخ کر دیا تھا۔ عمران نے پھرتی سے مڑ کر ٹامی گئی کا رخ سیڑھیوں کی طرف کیا۔ سیڑھیوں پر سے دو آدمی مردہ چمپکیوں کی طرح الٹ کر نیچے آ گئے۔ جوزف لڑکھڑاکر سیدھا ہو گیا تھا۔ اس کے بازو سے خون ٹپک رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے اس

دور بار بھی پرواہ نہیں ہے۔ ان آدمیوں کے مرتے کے بعد عمارت میں خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران وقفے وقفے سے گولیاں چلاتے جا رہا تھا۔ اور پھر وہ رابدار سی آ کر تک دوڑتا چلا گیا تھا۔ رابدار سی میں تین کمروں کے دروازے کھلے تھے۔ تم اوپر چیک کر دو۔ میں ان کمروں میں دیکھتا ہوں۔ جو نظر آئے مار۔ عمران نے چیخ کر جوزف سے کہا اور جوزف اچھل کر سیڑھیوں پر بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے کمرے کے دروازے دھکیل کر فائرنگ کر دینی شروع کر دی۔ لیکن تینوں کمرے خالی پڑے ہوئے تھے۔ جب وہ تینوں کمرے چیک کر چکا تو ایک بار پھر رابدار سی میں آیا۔ اُسی لمحے جوزف بھی واپس آ گیا۔ اور پھر کوئی نہیں بچے۔ جوزف نے کہا۔ یہاں ضرور کوئی تہہ خانے ہوں گے۔ عمران نے کہا اور اسی کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ رابدار سی کے ایک چھوٹے کمرے کی ہیئت اس کے ذہن میں ابھر آئی۔ یہ کمرہ ایسا تھا کہ اس کی بنیاد پر کھڑے ہو کر رہی تھی کہ وہ کسی لفٹ کی طرح کا ہو سکتا ہے۔ عمران ٹامی گئی کے اشارے تیزی سے اس کمرے کی طرف دوڑا۔ مگر ابھی وہ دروازے پر پہنچا تھا کہ اپنا تک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے کمرے کی طرف تڑا تڑا بہت رابدار سی میں گونج اٹھی۔ عمران کمرے کے دروازے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے سیدھے میں لگنے والی گولیوں سے بچ گیا۔ اگر وہ ایک انچ بھی آگے ہوتا تو یقیناً

دیکھتے تھے خانے میں ہے۔ نقاب پوش نے کانپتے

لہجے میں کہا۔
عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے

اور نقاب پوش تیزی سے اٹھا۔
اسے جلد نو جوزف۔ عمران نے جوزف سے مخاطب

کیا جو عمران کے پیچھے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔
اور جوزف نے اس طرح اٹھتے ہوئے نقاب پوش کو جھپٹ
یا ہے جو کا نقاب کسی چڑیا پر جھپٹا ہے۔ اور اس نے ایک ہاتھ
نقاب پوش کی گردن کے گرد اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد ڈال
کر اسے سینے کے ساتھ جکڑ لیا۔

تہ خانے میں لے چلو جلدی۔ عمران نے عزتے

دروازہ بند کر کے سوچ بورد پر سفید رنگ کا پٹن دیا دو۔

نقاب پوش نے گھٹکیاں ہوتے لہجے میں کہا اور عمران نے جھپٹ
کر دروازہ بند کیا اور پٹن دیا دیا۔ پٹن دیتے ہی پورا کمرہ کسی لوث کی
دھجی اترتا چلا گیا۔ جب کمرے کی حرکت رکی تو دروازہ خود بخود
اٹھتا چلا گیا۔ اور عمران ٹامی گن سنبھالے پہلے باہر نکلا۔ یہ بھی ایک
یونیورسٹی راجداری تھی جو عالمی پڑھی ہوئی تھی۔

اس سانسے والے کمرے میں۔ نقاب پوش نے ایک

کمرے کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے
اس دروازے کی طرف بڑھا جوزف بھی نقاب پوش کو دھکادیتا

گولیاں اسے چاٹ جاتیں۔ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو پیچھے
کی طرف ہٹا دیا اور اس طرح وہ دروازے کے قریب ہی اچانک
رک جانے میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے ایک نقاب پوش

اچھل کر باہر آیا۔ اور عمران نے فائر کھول دیا اور نقاب پوش لوگوں
طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ عمران نے دوسرے نقاب پوش کی

جھک بھی دیکھ لی تھی۔ جو پہلے نقاب پوش سے ایک لمحہ بعد باہر کو
نکلتا تھا۔ لیکن فائرنگ ہوتے ہی واپس اندر کو ہٹا تھا۔ لیکن عمران نے

بغیر کوئی موقع دیتے ایک زوردار چھلانگ لگائی اور پھراڑتا ہوا
کھلے دروازے سے اندر کو بھاگتے ہوئے نقاب پوش پر جا گرا۔ نقاب

پوش نے اس کے حملے سے بچنے کے لئے پھرتی سے غوطہ لگایا۔ لیکن
عمران نے بغیر کوئی موقع دیتے ہوا میں ہی اپنے جسم کو موڑ لیا۔ اور

ایک جھپٹے میں وہ نقاب پوش کو دونوں ہاتھوں کی گرفت میں لے
کر تیزی سے مڑا۔ اور نقاب پوش اس کے دونوں ہاتھوں

میں کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر
اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ اس کے سینے پر ٹامی گن کی نالی

رکھ دی۔

مجھے مست مارو۔ نقاب پوش نے گھٹکیاں

ہوتے لہجے میں کہا۔

جلدی بولو وہ غیر ملکی لڑکی کہاں ہے جسے اتفاقاً کمرے یہاں لایا
گیا ہے۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے لیے

میں زخمی بھیڑیے جیسی عزائم تھی۔

ہوا اس کے چھچھ پل پڑا۔
 عمران نے دروازے کو لات مار کر کھولا اور پھر اچھل کر اندر داخل
 ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے ابل کر باہر
 نکل آئیں۔ کمرہ خالی تھا لیکن درمیان میں ایک کرسی پر جو لیا جگہ پر
 بیٹھی تھی۔ اس کا سر ایک طرف کو ڈھکا ہوا تھا۔ دونوں کال مل گئے
 تھے اور جلی ہوئی چربی میں سے جبرے کی بڑیاں نمایاں نظر آ رہی تھیں
 اور اس کا پیر بھی جل چکا تھا۔ تمام گوشت گل گیا تھا اور پیر کی بڑیاں
 باہر نکل آئی تھیں۔ پیر کے نیچے تیزاب کا تالاب سا بنا ہوا تھا۔ اور ایک
 طرف تیزاب کی بوتل بھی پڑی ہوئی تھی جس میں سے تیزاب بہہ کر
 دیوار کے ساتھ اکٹھا ہو گیا تھا۔ جو لیا کی گردن ڈھسلی ہوئی تھی اور
 چہرہ ہڈی کی طرح نرود تھا۔

جو لیا کی حالت دیکھ کر عمران کی کھوپڑی گھوم گئی۔ ایک نظر
 یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جو لیا غیر انسانی تشدد کے سامنے دم توڑ گئی ہے
 عمران جھپٹ کر جو لیا کی طرف مڑا۔ اور اس نے اس کی بغض دیکھی
 دوسرے لمحے اس کے چہرے پر امید کے آثار اچھ آئے۔ جو لیا کی
 بالکل وحشی بغض اس کی زندگی کا پتہ بتا رہی تھی۔ مگر اس کی حالت
 مخدوش تھی کہ عمران جانتا تھا کہ اگر فوری طور پر اسے طبی اعادہ
 دی گئی تو وہ یقیناً دم توڑ دے گی۔

کس نے یہ تشدد کیا ہے۔ عمران نے بھیڑیے کی طرح
 غراتے ہوئے پلٹ کر نقاب پوش سے پوچھا۔
 مادام ریڈ میڈوسا نے نقاب پوش نے لکھیا۔

ہوئے تھے میں جواب دیا۔
 وہ کہاں ہے۔ عمران نے اس بڑی طرح دانتوں سے
 جوتے کاٹے کہ ہونٹوں سے خون کی ٹیکر باہر نکل آئی۔
 وہ تباہی سے آنے کی اطلاع ملے ہی نکل گئی ہے۔
 نقاب پوش شاید عمران کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی لرز رہا تھا۔
 تم دونوں اس تشدد میں ریڈ میڈوسا کے ساتھ تھے۔
 عمران نے چیخے ہوئے کہا۔ اور نقاب پوش کو مجبوراً سر
 ہٹا پڑا۔

اور عمران نے آگے بڑھ کر نقاب پوش کا بازو دیکھا اور پھر اسے
 اس زور سے جھکا دیا کہ وہ جوتے کے بازوؤں سے نکل کر کسی گدی کی
 طرح اچھلتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
 وہ اٹھ کر کھڑا ہوتا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے کانڈھے سے ٹامی گن
 اندر سے اوردہ دوسرے لمحے کمرہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔
 دیوار سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے نقاب پوش پر گولیوں کی بارش سی ہو
 گئی اور عمران نے اس وقت تاتہ رو کا جب تک نقاب پوش کے
 ایک ایک ریشہ میں گولی نے سوراخ نہ بنا دیا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ٹامی گن دوبارہ کانڈھے سے لٹکائی اور
 پھر وہ جھک کر کرسی کے پائے کو بارہی باری ٹٹوٹنے لگا۔ کیونکہ کرسی
 کی بناوٹ اور جس انداز میں لوہے کے پائیوں سے جو لیا کے بازو
 اور پیر جکڑے ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ ان جکڑ بندوں
 کا سسٹم کرسی کے پائے کے اندرونی طرف ہی ہونا چاہیے۔ اور

پھر اسے ایک پائے کے اندرونی طرف ایک چھوٹا سا بٹن محسوس ہوا۔ اس نے تیزی سے اس بٹن کو دبایا تو ہلکی سی سرور کی آواز سے لوہے کے جکڑ بند کر سی کے اندر ہی غائب ہو گئے۔ اب جو لیا کر ہی کی بندشوں سے آزاد ہو چکی تھی۔

اسے اٹھاؤ جوزف اور تیزی سے واپس چلو جو لیا کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔ — عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے بغیر کوئی لفظ منہ سے نکلے آگے بڑھ کر بڑی احتیاط سے جو لیا کو اٹھا کر تانہ دھے پر لا دیا اور پھر عمران کے پیچھے چلا ہوا لفظ والے کمرے کے ذریعے اوپر راہداری میں آ گیا اور پھر راہداری سے نکل کر وہ جیسے ہی صحن میں پہنچے انہیں دور سے پولیس گاڑیوں کے تیز سائرن سنائی دیئے۔

جلدی نکلو ورنہ پولیس انکو اتار ہی شروع کر دے گی۔ اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں سوال جواب کر کے جو لیا کی زندگی ختم کرادوں۔ —

عمران نے کہا اور پھر اس نے انتہائی تیز قدموں سے پچھلے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ جوزف نے بھی قدم تیز کر لیے۔ اور پھر جیسے ہی وہ پچھلے کی ذیلی کھر کی سے باہر نکلے۔ انہیں دہانے بے شمار افراد کار کے گرد کھڑے نظر آئے۔ وہ سب شاید گولیوں کی آواز سن کر وہاں اکٹھے ہو گئے تھے۔ — اور انہی میں سے کسی نے پولیس کو فون کیا تھا۔ لوگوں کے ہجوم میں کار تقریباً پھنسی ہوئی تھی۔ انہوں نے جیسے ہی عمران اور جوزف کو باہر نکلتے دیکھا اور جوزف کے

کاندھے پر جو لیا کو بے ہوشی کے عالم میں دیکھا تو ان سب نے ہی سمجھا کہ یہ لوگ کسی لڑکی کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہے ہیں۔ — چنانچہ ان میں سے بے شمار جو شیعہ نوجوان انہیں پکڑنے کے لئے آگے کو نکلے لیکن عمران نے انتہائی پھرتی سے ٹامی گن کانہ دھے سے اتار لی اور دوسرے لمحے اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ ابھرتے ہی مجمع کافی کی طرح پھٹا چلا گیا اور لوگ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے یوں دوڑے جیسے موت ان کا پیچھا کر رہی ہو اور چند ہی لمحوں میں میدان صاف ہو گیا۔ — عمران نے پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف نے بھی انتہائی پھرتی سے جو لیا کو پچھلی سیٹ پر لٹایا۔ اور خود کو نے میں سمٹ گیا۔ عمران نے آگینش میں جانی گھمائی اور جیسے ہی انجن جھرجھری لے کر جاگا اس نے گیر لگایا اور پھر کلچ چھوڑ کر فل ایکسیڈر دیا دیا۔ کار اچھل کر آگے بڑھی اور عمران نے انتہائی پھرتی سے موڑ کاٹا اور کار نیچے پڑے ہوئے نوجوان کی لاش کو ٹھری طرح روندتی ہوئی سڑک پر آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی چلی گئی۔

پولیس کاروں کے سائرن اب نزدیک آتے جا رہے تھے۔ اور پھر عمران نے انتہائی سپیڈ سے کار کو سائیڈ روڈ کی طرف کاٹا اور پھر گاڑی کی مختلف کونٹریوں کے درمیان سے ہوتا ہوا بھتی سڑک پر آ نکلا۔ اس طرح وہ پولیس سے آمنا سامنے ہونے سے بچ گیا۔

”باس میں جو لیا کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔ — اچانک جوزف نے بڑے رنجیدہ لہجے میں کہا۔

مجھے معلوم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ امید ہے کہ جو لیا پچ جائے گی۔ یہ حال جو بھی ہو میں اس ریڈ میڈ دوسا سے جو لیا پر اس غیر انسانی تشدد کا ایسا انتقام لوں گا کہ پوری دنیا کے لئے وہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا سامان بن جائے گی۔

عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور کار کا ایک سیلیٹر مزید دبا دیا۔ اب کار اپنی پوری رفتار پر اڑتی چلی جا رہی تھی۔ اور ٹریفک خود بخود بھٹتی چلی جا رہی تھی۔ عمران بھی پوری مہارت سے کار چلا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً سندرہ منٹ بعد اس نے کار سیکرٹ سروس کے مخصوص ہسپتال کے کیاؤنڈ میں روک دی۔ یہ ہسپتال یوں تو ایک پرائیویٹ صاحب کمال تھا۔ لیکن اس کا ایک مخصوص شہر صرف سیکرٹ سروس کے لئے مخصوص رہتا تھا اور یہاں ملک کے قابل ترین سرجن چند لمحوں کے نوٹس پر مہیا ہو سکتے تھے۔

عمران نے کار اس مخصوص شعبے کے گیٹ پر روکی۔ اور پھر جونہی کو اشارہ کر کے وہ تیزی سے اندر دوڑتا چلا گیا۔ دروازے کے قریب ہی کاؤنٹر پر ایک نوجوان لڑکی ٹیلی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی اور جس وقت عمران وہاں پہنچا۔ تو وہ ریسپور اٹھنے لگی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ عمران نے اس کے ہاتھ میں کپڑا ہوا ریسپور ایک جھکے سے کھینچا اور اسے کریڈٹل پر پیش دیا۔

”لگ۔ لگ۔ کون ہو تم؟“ لڑکی نے گہرائے ہونے انداز میں پوچھا۔

”ایسٹو۔ ایمر جنسی۔“ عمران نے عزائے ہوئے کہا۔

اور لڑکی نے بوکھلا کر میز کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ اسی لمحے جو رت جو لیا کو اٹھائے وہاں پہنچ گیا۔ لڑکی کے بٹن دباتے ہی پورے شعبے میں چلتے ہوئے بڑبڑاٹے۔ اور دوسرے لمحے وہاں بھاگ دوڑ پھیل گئی۔ ایک بھینکنے میں وہاں کئی ڈاکٹر اور نرسیں اکٹھی ہو گئیں۔ اور پھر جو لیا کو سٹر بچر پر ڈال کر انتہائی تیز رفتاری سے آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ عمران آپریشن تھیٹر کے سامنے بڑی بے چینی کے عالم میں کھڑا تھا۔ کہ ایک سرجن دوڑتا ہوا وہاں آیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں کئی سرجن آپریشن تھیٹر میں پہنچ گئے۔ عمران چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے اسے کوئی نہ پہچان سکا۔

آپریشن تھیٹر کا دروازہ بند ہونے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور چیف سرجن کا انتہائی پریشان چہرہ نمودار ہوا اور عمران کا دل ڈوب گیا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ جو لیا نے دم توڑ دیا ہوگا۔

”میں جو لیا کے ساتھ تم آئے ہو۔“ چیف سرجن نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ مرٹن فوٹی میرا نام علی عمران ہے۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ عمران صاحب جو لیا کی حالت انتہائی نازک ہے۔“ ہمیں فوراً نیگیٹو گروپ کے خون کی دو بوتلیں چاہئیں۔ اور اتفاق سے یہ خون سٹاک میں ختم ہے۔“ چیف سرجن نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

جولیا کا کیا ہوا۔ — عمران نے اس کی بات کا جواب
دینے بغیر انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

”کیا کہہ رہے ہیں آپ مسٹر طاہر.....“ — عمران کا
 ماتخ طاہر یعنی بیک زید و کا نام سنتے ہی بھبک سے اڑ گیا۔

جی ہاں۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے دانش منزل سے ایکسٹو کا فون آیا کہ مسٹر طاہر کی پشت میں گولی لگی ہے۔ انہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم نے ایمبولینس بھیج دی۔ اور حبیب مسٹر طاہر یہاں پہنچے تو وہ آخری سالوں پر تھے۔ گولی ان کی پشت میں لگی تھی اور بس یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ دل سے آدھے اینچ کے فاصلے پر وہ رک گئی تھی۔ اگر وہ آدھا اینچ اور آگے چلی جاتی تو مسٹر طاہر ان کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ بہر حال ان کی حالت بے حد نازک تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہماری جان تو ڈھنچکا کام آگئی اور وہ خطرے سے باہر آ گئے۔ لیکن ابھی تک وہ آکسیجن ٹینٹ میں ہیں۔

حیث سرجن مسٹر نقوی نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کوئی الٹ سیڑھی کھاتی سن رہا ہو۔ دانش منزل میں بیک زیر و کو پشت پر گولی لگنے اور پھر فون بھی ایکسٹو کی طرف سے آنے اور ایمبولینس پر بیک زیر و کا دانش منزل پہنچنا۔ ایسی عجیب بات تھی کہ اس کے حلقے سے شہر اٹھ رہی تھی۔ اُسے اچھی طرح علم تھا کہ ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے والے دنیا میں صرف وہ آدمی ہیں۔ ایک بیک زیر و اور دو سرادھ خود۔ پھر جب بیک زیر و کو گولی لگ گئی اور وہ خود بھی دانش منزل میں موجود نہ تھا تو بطور ایکسٹو اس نے ہسپتال فون کیا اور بیک زیر و کو یہاں بھیجوا یا۔ اور وہ ایسا آدمی تھا جسے ان مخصوص ہسپتال کے نمبر کا بھی علم تھا اور ایکسٹو کے لہجے کا بھی اندازہ۔ پھر جب ایمبولینس دانش منزل گئی ہوگی۔ تو دانش منزل کا گیت

سن نے کھوا ہو گا۔ کیونکہ کنٹرولنگ پینل کو سمجھے بغیر کوئی غیر آدمی حیث کھول ہی نہیں سکتا۔

آپ کیا سوچتے تھے؟ عمران صاحب!۔۔۔ مسٹر نقوی جو بغور عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بدلتے ہوئے تاثرات دیکھ کر پوچھ ہی بیٹھا۔

اوہ۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بہر حال آپ ان دونوں کا خیال رکھتے ہیں اب جا رہا ہوں۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر آ گیا۔ برآمدے میں جوزف بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

کیا ہوا باس!۔۔۔ جوزف نے عمران کو دیکھتے ہی بڑی سی بے چینی سے پوچھا۔

جولیا بڑی ڈھیٹ نکلی ہے۔ ایسی حالت کے باوجود پینچ نکلی ہے۔ اور خواہ مخواہ میرے خون کی دو بوتلیں منجم کر گئی ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بروقی دروازے کی طرف چل پڑا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا لیکن جولیا کے پیچ جانے کی خبر سن کر اس کے دانت جل آئے تھے۔

کھول کر باہر نکلا وہ ٹھٹھا کر رک گیا کیونکہ اس نے سانس کھڑی کار
کے پیچھے ایک نوجوان کو ہاتھ میں سائیکس لگا ریا اور کپڑے چھپا ہوا
دیکھ لیا۔ سلیمان چونکہ کافی پیچھے تھا اور اس نوجوان کی اس کی طرف
بشت تھی اس لئے نوجوان اسے چیک نہ کر سکا تھا۔ اور پھر اسی لمحے
سلیمان کی نظر سامنے برآمدے میں جلتے ہوئے بلیک زیرو پر پڑی
جو ایک کمرے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف
بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فل سکیپ کا نقد تھا۔ جیسے
وہ چلنے کے دوران بار بار دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ
بلیک زیرو کو آواز دے کر ہوشیار کرنا اس نے کار کے پیچھے جیسے
ہوئے نوجوان کا ہاتھ اٹھتے دیکھا۔ دو سمرے لمحے چکی سی ڈزنی آواز
سنائی دی اور اس نے بلیک زیرو کو جھٹکا کھا کر منہ کے بل فرش
پر گرتے دیکھا۔ بلیک زیرو کے گرتے ہی نوجوان تیزی سے
ار کے پیچھے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک زیرو کی طرف
بڑھا چلا گیا۔ سلیمان کے دماغ نے خوری طور پر کام کیا اور اس نے
انتہائی چھرتی سے جیب سے رو مال نکالا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال
رہندے کھلے کالے اور انہیں رو مال کے کونے میں باندھ کر گاتھ
باندھی۔ اب وہ ایک خوف ناک ہتھیار سے مسلح ہو چکا
تھا۔ اس سارے عمل میں اسے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ لگا ہوا
تھا۔ اور پھر وہ انتہائی تیزی لیکن محتاط قدموں سے چلتا ہوا آگے بڑھتا
گیا۔ نوجوان اتنی دیر میں بلیک زیرو کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس
نے بلیک کر ایک لمحے کے لئے بلیک زیرو کا فرش پر پھیلایا ہوا

عمران کی دہی ہوئی سرسیم کے مستقل استعمال سے سلیمان
کی حالت اب بالکل درست ہو گئی تھی۔ اس کا چہرہ بحال ہو گیا تھا
لیکن ابھی تک سوچن موجود ہونے کی وجہ سے چہرے کا زاویہ بدلا ہوا
سانپ آ رہا تھا۔ ہونٹ اور ناک موٹے ہو گئے تھے۔ گالوں پر گوشت
چڑھ آیا اور جس کی وجہ سے آنکھیں مزید چھوٹی ہو گئی تھیں۔ اب
سلیمان کو بطور سلیمان پہچانا نہ جاسکتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی
مخلوط نسل کا فرد ہو۔ لیکن سرسیم کے استعمال سے کھینچوں کے کاٹنے
کے تمام نشانات غائب ہو گئے تھے۔ اور چہرہ صاف ہو گیا تھا۔
کمرے میں بیٹھے بیٹھے سلیمان اب تنگ آیا تھا اس لئے اس نے
سوچا کہ کمرے سے باہر نکل کر ذرا گھوم پھر سی لے۔ چونکہ وہ کئی
بار عمران کے ساتھ جنگی حالات میں دانش منزل میں رہ چکا تھا
اور عمران اور بلیک زیرو کی تمام باتیں وہ اچھی طرح جانتا تھا اس
لئے اس سے کسی قسم کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ تھی۔ وہ دانش منزل
اور ایک ٹوکے ہر راز سے واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے
کمرے کا پچھلے لاک آسانی سے کھول لیا اور پھر وہ جیسے ہی

بازو پکڑ کر دیکھا اور پھر اسے چھوڑ کر وہ تیزی سے اس طرف بھاگا۔
جسٹس ایک زبرد کے ماتھے سے کاغذ نکل کر جاگڑا تھا۔ جب وہ دیکھا
کہ آٹھ اٹھا کر پٹا تو سلیمان اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور پھر اس کے
پہلے کہ نوجوان اُسے دیکھ کر سمجھتا۔ سلیمان کا وہ ماتھے جس میں
اس نے رومال پکڑ رکھا تھا۔ بلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور
رومال کا وہ کونا جس میں سکے بندھے ہوئے تھے کسی ہم کی طرح نوجوان
کی کپٹی پر پڑا۔ ایک ہی ضرب سے نوجوان لہرا کر فرشت پر گر گیا
سلیمان نے جھپک کر اس کے سر پر دوسرا وار کیا اور نوجوان بے حرکت
ہوتا چلا گیا۔

سلیمان اس کی طرف سے ٹھہرے ہوئے ہی انتہائی پھرتی سے
بلیک زبرد کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کی بیض چپک کی تو اُسے
احساس ہو گیا کہ بلیک زبرد کی حالت انتہائی خطرناک ہے۔ اس
کی پشت میں جہاں گولی لگی تھی ابھی تک خون نکل رہا تھا۔ سلیمان
نے بلیک زبرد کا بازو چھوڑا اور آندھی اور طوفان کی طرح جانے
آپریشن روم میں پہنچا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور اس
کی انکلی نے برق رفتاری سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”یس سروس اسپتال“ دوسری طرف سے ایک

آواز سنائی دی۔

”ایک شو“ فوراً ایک ایمبولینس وائٹس منزل پہنچ رہی
انتہائی جلد سی۔ مسٹر طاہر شہید زخمی ہیں ان کی پشت میں گولی لگی
ہے۔ سلیمان نے ایک شو کے پہچے میں بات کرتے ہوئے

اور کے سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلیمان نے پھرتی
سے رسیور واپس کر بیڈل پر رکھ دیا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی
تو اس میں وہ مخصوص نقاب پڑا ہوا تھا۔ جو بلیک زبرد کی طور پر کھینچا تھا
نوجوان پر پڑتا تھا۔ سلیمان نے جلد ہی سے نقاب چہرے پر لگا لیا اور پھر
اس نے کرسی سے نکالی اور گیٹ کھولنے والے کسٹم آن کر دیا۔
اور پھر اسے گیٹ سکرین پر زیادہ سے زیادہ آٹھ منٹ بعد
ایمبولینس دکھائی دی اور سلیمان نے گیٹ کھولنے والا مٹ دیا۔
گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور ایمبولینس انتہائی تیز رفتاری سے آندھ
داخل ہوئی اور جہاں بلیک زبرد اور اجنبی نوجوان پڑا ہوا تھا وہاں آ
کر دی سلیمان نے ایک اور مٹن دبا کر مائیک آن کر دیا۔

چاکلیٹی سوٹ میں مسٹر طاہر شہید بڑے بڑے منہ اتھیلے جلتے
سلیمان نے ایک شو کے پہچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اس کی آواز ایمبولینس میں سوار افراد تک پہنچ رہی ہے۔
اور پھر ایمبولینس کے دروازے کھلے اور چار افراد تیزی سے اچھل کر
باہر آ گئے۔ ان میں سے دو نے مسٹر طاہر شہید کو نکالا رکھا تھا۔ انہوں
نے انتہائی پھرتی سے بلیک زبرد کو اٹھا کر بیڈل پر ڈالا۔ اور چند ہی
دکھن میں مسٹر طاہر شہید ایمبولینس میں پہنچ گیا اور ایمبولینس تیزی
سے سڑک گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ سلیمان نے مٹن دبا کر ایک
اور پھر گیٹ کو جو ایمبولینس کے اندر آنے کے بعد خود بخود بند ہو
چکا تھا کھول دیا اور ایمبولینس گیٹ کو اس کے باہر نکلتی چلی گئی۔
جب ایمبولینس کے باہر جانے کے بعد گیٹ بند ہو گیا تو سلیمان

”یہ کیا بات ہے؟“ — سلیمان نے لہجے کو مزید نکھار دیا۔

اس لئے اس نے بے ہوش لو جو ان کو کاٹھے پر ڈالنے کے ساتھ اس کا ریلو اور بھی اٹھایا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر وہ ریلو اور سیدھا اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ کمرے کے شیشے کی دیوار کی وجہ سے دو جھٹے ہو چکے تھے۔ شیشے کی دیوار کی دوسری طرف اس نے ایک آدمی کو جس کے جسم پر صرٹ اندر دیر تھا۔ یوں قرشش پر پڑا ہوا دیکھا جیسے اس کے جسم سے جان نکل چکی ہو۔ سلیمان نے کاٹھے پر پڑے ہوئے بے ہوش آدمی

بناتے ہوئے پوچھا
میں ریڈ میڈ و سائیکل کے قبضے سے نکل آئی ہوں۔ میرے پاس
کا ایک ایسا راز ہے جو میں فوری طور پر آپ تک پہنچانا چاہتی
ہوں۔ جو لیا نے کہا۔

اب سلیمان کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ ریڈ میڈ و سائیکل
وہ بڑی طرح پھنس گیا تھا۔ وہ جو لیا سے پوچھ بھی نہ سکتا تھا۔ اور اس
اصلیت بھی نہ بتا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے جواب میں چونک کر
ریڈ میڈ و سائیکل اور پھر فوراً ہی اس نے اپنے آپ پر قابو پایا۔ اور
سوائے ٹھیک ہے لے آؤ کے سوا اور کچھ کہہ بھی نہ سکا۔

”سر۔ میں ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں۔ چونکہ مجھ پر بے پناہ
تشدد کیا گیا ہے اس لئے میرا ذہن سلامت نہیں ہے آپ مجھے ہیڈ
کوارٹر کے گیٹ پر ہی مل لیں اور مجھ سے وہ راز لے لیں۔“
جو لیا نے دوسری طرف سے کہا۔

”او۔ کے۔ تم آج آؤ۔“

سلیمان حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ ایسی بات کرے جس سے
جو لیا مشکوک نہ ہو جائے۔ اور جب دوسری طرف سے ریڈ
تک دیا گیا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اُسے اس
بات کا علم نہ تھا کہ آیا طاہر یا عمران بطور ایکسٹو جولیاء کے
ماتے ہیں۔ اس لئے سوائے ہاں کرنے کے اور کچھ نہ کر سکا۔ پھر اس
نے ہی سوچا کہ وہ نقاب پہن کر ہی گیٹ پر پہنچ جائے گا اور جو لیا
راز لے لے گا۔ اور جو لیا کو فوراً واپس بھیج دے گا۔ ظاہر ہے

ایک ٹول نقاب پہن کر ہی جو لیا سے ملتا ہو گا۔ اس لئے جو لیا کو شک نہ
گزرے گا۔ اس نے گیٹ کنٹرولنگ سکریں کھول دی تاکہ جیسے ہی
جو لیا گیٹ پر پہنچے اُسے علم ہو جائے اور وہ جو لیا سے ملنے گیٹ پر
پہنچ جائے۔ اور اب اس کی ٹکڑی سکریں پر ہی جی ہوئی تھیں اُسے جو لیا
کی آمد کا انتظار تھا۔



مادام فیونا نے سپورٹس کار وائش منزل سے تھوڑی
دور پہلے ہی روک دی اور پھر وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل
آئی۔ اس وقت وہ جو لیا کے میک اپ میں تھی۔ اس نے اوپر
اوپر نظریں دوڑائیں تو اُسے دور سرخ رنگ کی ایک کار نظر آئی۔
جس سے میک اپ لگا کر نمبر تھری کھڑا سگرٹ پی رہا تھا۔ جو لیا تیز
تر قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ نمبر تھری اطمینان سے
کھڑا تھا۔ اس نے سر سر ہی انداز میں مادام فیونا کو دیکھا لیکن میک
اپ کی وجہ سے پہچان نہ سکا۔

ریڈ میڈ و سائیکل۔ مادام نے اس کے قریب سے گزرتے

ہوئے آہستگی سے کہا اور نمبر تقری چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے
گھرٹ پھینکا اور مادام کی طرف بڑھا۔
”مکھیاں لے آئے ہو۔“

مادام نے کار کی آرٹیں دک کر پوچھا۔
”ایس میڈم۔“ کار کی ڈنگی میں ڈبہ موجود ہے۔
نمبر تقری نے نمودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”لوشن اور انٹی لوشن۔“

مادام نے پوچھا۔

”وہ بھی لے آیا ہوں۔“

نمبر تقری نے جیب سے دو چھوٹی چھوٹی شیشیاں نکالتے ہوئے
ایک شیشی پر کر اس کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ انٹی لوشن تھا۔ مادام
دو ٹون شیشیاں لے کر جیب میں ڈال لیں۔

”ستونم کار کو اس قلعے نما عمارت کی شمالی دیوار کے ساتھ لگا
کر کھڑی کر دو۔ اس طرف ٹریفک نہیں ہے۔ اس لئے دہاں کوئی
تہہ نہیں آسانی سے چیک نہ کر سکے گا۔ اور تقری دن ڈائسمیٹر آن کر
لینا۔ میں جیسے ہی ڈائسمیٹر پر اشارہ دوں تم نے مکھیوں کو آزاد
کر کے مکھیوں کو عمارت کے اندر بھیج دیتا ہے۔ اور جیب تک میں
اشارہ نہ کروں واپس نہیں بلانا۔“

مادام نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
”ٹریفک ہے مادام۔“ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔
نمبر تقری نے جواب دیا۔ اور مادام انٹی لوشن کی شیشی جیب

سے نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور اس میں موجود سیال کے چند قطرے
نکال کر اپنے لباس پر مل لئے۔ اس لوشن کی خوشبو ایسی تھی کہ
قاتل مکھیاں اس سے دور بھاگتی تھیں۔ مادام نے شیشی کا ڈھکن بند
کر کے اسے دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر تیز قدم اٹھاتی مشرک
در کے دانش منزل کے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ گیٹ کے
قریب پہنچے ہی وہ یوں لڑکھڑانے لگی۔ جیسے اس کا توازن درست نہ
ہو۔ پھاٹک کے قریب پہنچ کر دکی اور پھر یوں لڑکھڑا کر پھاٹک سے
گھڑائی جیسے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ رہی ہو۔ لیکن دراصل وہ گیٹ
پر کسی کال بل کا بٹن تار رہی تھی۔ مگر گیٹ سپاٹ تھا۔ اور پھر جیسے
یہ وہ سیدھی ہوئی۔ گیٹ ایک جھلکے سے خود بخود کھلتا شروع ہو گیا۔
مادام نے یوں جھولنا شروع کر دیا جیسے وہ بڑھی مشکل سے اپنے آپ
کو بولپائے ہوئے ہو۔ گیٹ جیب پورا کھل گیا تو مادام نے لڑکھڑاتے
ہوئے انداز میں قہقہہ اندر بڑھائے۔ اور پھر اسے دور برا آمد سے
ایک آدمی تیزی سے چلتا ہوا اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اس آدمی
نے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب پہن رکھا تھا۔ جو لیا سمجھ
کر نہیں سیکرٹ سروس کا چیف ایگسٹو ہے۔ اس کا دل بلیوں
جیسے لگا۔ کہ جس پر اسرار سربراہ کو دینا بھر کی سیکرٹ سروس
تلاش کر سکیں۔ اس نے اپنی اداکاری اور عقل استعمال
کر کے ٹریس کر لیا ہے۔ جو لیا کے اندر داخل ہوتے ہی
بٹ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اور جو لیا نے یوں لڑکھڑا کر
قدم بڑھانے شروع کئے جیسے وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو کر زمین

پر گر پڑے گی۔ مگر جلد ہی سلیمان اُس کے قریب پہنچ گیا۔

”باس — مم — میں —۔۔۔۔۔“

جیسے ہی سلیمان مادام کے قریب پہنچا۔ مادام لڑکھڑا کر اس کے پاس سے ٹکرائی اور پھر زمین پر گر پڑی چلی گئی۔

”بولیا — بوش میں آداب تم محفوظ ہو۔“

سلیمان نے بے چین لہجے میں کہا اور پھر اس نے مادام کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔

”مم — میری حالت بہت خراب ہے۔ وہ راز مجھے

سن لیں کہیں میں مر نہ جاؤں۔“

مادام نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”اگر اندر چل کر اطمینان سے لیٹ جاؤ۔“

سلیمان نے اُسے بازو سے پکڑ کر سہارا دیتے ہوئے آپریشن روم کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اور مادام لڑکھڑاتی ہوئی اس کے ساتھ ساتھ چلتی آپریشن روم میں داخل ہو گئی۔

”ادھر ساتھ والے کمرے میں تھ — سلیمان نے جو ایک ڈبہ

بھاٹھا۔ ایک دیوانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مادام کی حالت دیکھ کر وہ بڑی طرح گھبرایا تھا۔ اس نے وہ شقی الوسع ہمدردی کر رہا تھا۔ مگر جیسے ہی وہ اسے لے کر جاتے دیوار کے قریب پہنچا۔ مادام کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا لیا اور پھر اس کی کمری پھیلنے لگی۔ اس نے قوت سے سلیمان کی کینٹھی سے ٹکرائی اور سلیمان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ہمیشہ پڑا ہوا وہ لہا

ہوا زمین پر جاگرا۔ چند لمحوں کے لئے اس کے ہاتھ پیر سے پھلے اور پھر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

”ہوں — یہ — یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف بالکل بودا

بے وقوف۔ کر تل ریڈ نے اسے یوں چڑھا رکھا تھا جیسے یہ کوئی

ما فوق الفطرت شے ہو۔“ مادام نے حقارت آمیز انداز میں

بکھارا بھرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُس نے غور سے آپریشن روم کا جائزہ

لینا شروع کر دیا۔ آپریشن روم کی دیوار پر مختلف سکرینیں نصب تھیں۔

اور پھر اُسے میز کے کناروں پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بٹن

نظر آ گئے۔ اُس نے ایک بٹن دبایا تو ایک سکرین روشن ہو گئی اور

سکرین پر گیت کا اندرونی اور بیرونی منظر صاف نظر آنے لگا۔ مادام

مختلف بٹن دباتی رہی اور پھر ایک سکرین پر اُسے ایک کمرے میں

نہر فور اور فائیو بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اور مادام کے چہرے پر

بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے چند ہی لمحوں میں آپریشن

روم کا تمام سسٹم اور وائش منزل کو کنٹرول کرنے کا سلسلہ

سمجھ لیا۔

اور پھر وہ اطمینان سے آگے بڑھی۔ اس نے فرش پر پڑے

ہوتے ہوئے بوش سلیمان کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور ادھر

ادھر نظریں دوڑا کر اس کی تلاشی کرنی شروع کر دی۔ پھر اس نے

پھلی دیوار میں لگی ہوئی الماریاں کھول کر ان کا جائزہ لینا شروع

کر دیا۔ اور پھر ایک الماری میں اُسے کسی کا گھچا نظر آ گیا۔ اس نے

اسی اٹھائی اور پھر سلیمان کو رسی کی مدد سے کرسی سے اس طرح ہکڑ

دیا کہ سلیمان کے لئے حرکت کرنا ناممکن ہو گیا۔ اور پھر اس نے سر سے پہلے اس کا نقاب اتار دیا۔ اب سلیمان اپنی اصل شکل میں نظر آ رہا تھا۔ مادام چند لمحے اُسے غور سے دیکھتی رہی۔ اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اس شخص کو یا اس سے ملنے جلتے شخص کو وہ پہلے بھی پہچان دیکھ چکی ہے۔ لیکن اسے یاد نہ آ رہا تھا۔ جب دماغ پر کافی زور دیتے کہ باوجود اُسے یاد نہ آیا تو اس نے سر جھٹک دیا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ایک ہاتھ سے سلیمان کی ناک بند کی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے سلیمان چند ہی لمحوں میں ہوش آ گیا۔ اور جب اس کی آنکھیں کھل گئیں تو مادام نے ہاتھ ہٹائے۔

”کیا حال ہے مسٹر ایکسٹو؟“ مادام نے بڑے طنز یہ لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

سلیمان کو ہوش میں آتے ہی احساس ہو گیا کہ اس کے چہرے سے نقاب اتر گیا ہے۔ اور پھر اُسے نقاب سامنے میز پر رکھا ہوا نظر آ گیا۔

”یہ تو ڈرامہ تھا مس جولیا۔ لیکن تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے؟“ سلیمان نے ہلکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی یہ سب کچھ ڈرامہ تھا۔ دیکھی میری اداکاری۔ بڑے سیکرٹ سروس کے چیف بنے پھرتے تھے۔“

مادام نے اس بار اپنی اصل آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے ڈر سے سے مطلب یہ لیا تھا کہ ایکسٹو اس کی اداکاری کو

ڈرامہ سمجھ رہا ہے جب کہ دوسری طرف سلیمان اپنے ایکسٹو بننے کو ڈرامہ کہہ رہا تھا۔ اور اسے اس بات پر حیرت تھی کہ نقاب اترنے کے باوجود جولیا نے اُسے کیوں باندھ لیا ہے۔ کیونکہ جولیا تو بحیثیت سلیمان اُسے اسی طرح پہچانتی تھی۔ لیکن مادام کے اصل لہجے میں بات کرنے اور اُسے اب بھی ایکسٹو کہنے سے وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ اس سے بھانک غلطی ہوئی ہے۔ یہ عورت جولیا نہیں ہے بلکہ جولیا کے سیک اپ میں کوئی مجرم ہے۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا غلطی تو ہو ہی چکی تھی۔

”جولیا کہاں ہے؟“

سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جولیا تو ایک تہہ خانے میں بڑی اب تک مری بھی چکی ہوگی؟“

اب تم ایسا کر دو کہ اپنے باقی ممبروں کو باری باری یہاں بلواؤ تاکہ

میں ان کا خاتمہ کر سکوں۔“

مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تم کون ہو یہ تو بتاؤ۔“

سلیمان نے اب وقت ملانے کی سوچی کہ اُسے یقین تھا کہ جلد ہی

مران خود ہی آکھے گا۔ یا پھر اس کا طرہ آگے گا۔ اور اب یہی

سورت بچاؤ کی ہو سکتی ہے۔

”مجھے ریڈ میڈو سا کہتے ہیں کبھی نام سنا ہے؟“ مادام

نے بڑے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”محترمہ ریڈ میڈو سا صاحبہ پہلی بات تو یہ سن لو کہ میں ایکسٹو نہیں

ہوں۔ اس لئے تمہاری خوشی بے کار ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ تم اپنی جان بچا کر یہاں سے نکل جاؤ۔ ورنہ اصل اکیسٹو کے آنے کے بعد تمہیں سانس لینے کی بھی مہلت نہ ملے گی۔" — سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں نے ایسے ڈرامے بہت دیکھے ہیں۔ جب بھی کوئی پھنستے ہے وہ خود ہی اپنی شناخت سے مکر جاتا ہے بہر حال میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے تم بتاؤ کہ تم اپنے ممبران سے ٹیلی فون پر بات کرتے ہو یا ٹرانسمیٹر پر۔" — مادام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو میں سچ کہہ رہا ہوں۔" — سلیمان نے کچھ کہنا چاہا۔

"سٹاپ۔ میں صرف یہ سنا چاہتی ہوں صرف یہ۔" — مادام نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے سلیمان کو تھپڑ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ سلیمان کے منہ سے خون کی لکیر بہہ نکلی۔

"مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہا تھا۔۔۔" — سلیمان نے گھٹکیاٹے ہوئے لہجے میں کہا مگر مادام کا ہاتھ ایک بار پھر لہرایا دوسرے زوردار تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ دوسرے تھپڑ کے بعد شاید سلیمان کی قوت برداشت بھابھ دے گئی۔ اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"ہوں۔۔۔ ہندول دو تھپڑ بھی نہیں سہہ سکا اور سیکرٹ مرس

کا چیٹ بنا پھر رہا ہے۔" — مادام نے حقارت آمیز لہجے میں کہا وہ چند لمحے غور سے بے ہوش پڑے سلیمان کو دیکھتی رہی۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ اس نے اٹھ کر وہ بیٹن دیا جس کی سکریں پر اسے نمبر فور اور فائیو نظر آتے تھے۔ بیٹن دیتے ہی سکریں روشن ہو گئی۔ اور کمرے میں نمبر فور اور فائیو بیٹھے نظر آنے لگے۔ مادام نے اس بیٹن کے ساتھ لگے ہوئے ڈائل کی گونئی کو گھمایا تو سکریں پر منظر تبدیل ہوتا چلا گیا۔ اور پھر اچانک اس کمرے کا بیرونی دروازہ سکریں پر نظر آنے لگا۔ مادام نے غور سے اس دروازے کو دیکھا اور اس نے بیٹن آف کیا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی آپریشن روم سے باہر نکل آئی۔ اب اس نے وہ دروازہ بھجان لیا تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں میں وہ اس دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے دروازے کے باہر لگا ہوا لاک کھولا اور پھر موٹے دیا کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔ ایک شخص اچانک اٹھا ہوا اس پر حملہ آور ہو گیا۔ لیکن مادام نے تیزی سے غوطہ کھا کر اپنے آپ کو اس حملے سے بچا لیا۔ وہ اس پر حملہ کرنے والے دیوار سے جا ٹکرایا۔

"ہوش میں آؤ نمبر فور۔۔۔ میں ریڈ میڈ و سائپوں۔" — مادام نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا اور دیوار سے ٹکرا کر دوبارہ مادام پر حملہ کرنے کے لئے پر توڑنے والا نمبر فور یکدم ٹھٹھک کر سیدھا ہو گیا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مادام آپ۔۔۔ نمبر فور

بے پناہ حیرت تھی۔
 "ہاں۔۔۔ میں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا ہے۔" مادام
 نے بڑے فائزانہ لہجے میں کہا۔

"مادام مجھے اس قبضے سے نجات دلاؤ۔ سامنے سوچے بورڈ پر
 اس شیشے کی دیوار ہٹانے کا کوئی بیٹن ہے۔" اچانک نمبر فائیو
 کی آواز سنائی دی جو شیشے کی دیوار سے دوسری طرف کھڑا نہ
 صرف ان کی باتیں سن رہا تھا بلکہ انہیں دیکھ بھی رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔" مادام نے کہا اور پھر اس نے سوچے بورڈ کی طرف
 ہاتھ بڑھا کر اس پر گئے ہوئے مختلف بیٹن دبانے شروع کر دیئے۔
 اور پھر ایک بیٹن دبتمے ہی سر کی آواز سے شیشے کی دیوار درمیان
 سے غائب ہو گئی اور نمبر فائیو جو اس وقت تک کپڑے پہن چکا تھا اچانک
 ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

"تم دونوں فوراً اس عمارت کے ایسے کونوں میں چھپ جاؤ جہاں
 سے بوقت ضرورت تم کسی بھی آنے والے پر حملہ کر سکو۔"
 مادام نے دروازہ کھول کر انہیں گہرے سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔
 "مگر مادام ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے۔"

نمبر فور نے اچھٹکتے ہوئے کہا۔
 "اوہ۔۔۔ تو پھر تم ایسا کر دو کہ عمارت سے باہر چلے جاؤ۔ میں
 بعد میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گی۔"

مادام نے اپنا فیصلہ بدلتے ہوئے کہا۔
 "بہتر مادام۔۔۔" دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر

وہ تیز تیز قدم اٹھاتے گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جب کہ مادام
 تیزی سے واپس آپریشن روم میں پہنچ گئی۔ اس نے بیٹن دبا کر گیٹ کھولا
 اور جب وہ دونوں گیٹ سے باہر نکل گئے تو خود کار دروازہ خود بخود بند
 ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اس لوشن کی شیشی نکالی جو قاتل
 مکھیوں کو حملہ کرنے پر اکساتی تھی۔ اور پھر اس نے شیشی میں سے
 لوشن کے چند قطرے نکال کر فرش پر پھونک دیئے۔ اور
 پھر شیشی بند کر کے جیب میں ڈال لی۔ اب وہ مطمئن تھی کہ قاتل مکھیاں
 عمارت کے اندر موجود آدمی پر حملہ کر دیں گی سوائے اس کے
 اپنے۔ کیونکہ اس نے انٹی لوشن لگا رکھا تھا۔

پھر وہ تیزی سے کمرے پر بے ہوش پڑے ہوئے سلیمان کی طرف
 بڑھی اور اس نے اس کی تلاشی لیتی شروع کر دی۔ اور پھر اس کی
 آنکھیں میٹھی طرح چمک اٹھیں۔ سب سلیمان کی جیب سے اُسے وہ
 کاغذ مل گیا جس پر اٹھیک لیبارٹری کے متعلق رپورٹ موجود تھی۔
 اس نے کاغذ کو میز پر رکھا اور پھر میز کی دراز سے بڑا ٹرانسمیٹر نکال
 کر باہر رکھ لیا۔ یہ بڑا ٹرانسمیٹر وہ پہلے ہی دبا کر کھول کر دیکھ چکی تھی۔
 ٹرانسمیٹر بے حد طاقتور تھا۔ اس لئے مادام نے پہلے ٹرانسمیٹر پر وہ
 فریکوئنسی سیٹ کی جو کہ اس نے ڈارس کو بتائی تھی۔

لیس ڈارس سپیکنگ اور۔۔۔
 رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ڈارس کی آواز برآمد ہوئی۔

ریڈ سیڈ سا اور۔۔۔
 مادام ریڈ سیڈ سا نے جواب دیا۔

”یس مدام — حکم کیجئے اور — زارس نے مکرر بار

لہجے میں پوچھا۔

”تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو اور —

مادام نے پوچھا۔

”مادام آپ کے حکم کے مطابق ہم نے عمارت کو گہرے میں لے لیا ہے۔ اور ہم کسی بھی وقت عمارت پر بھرپور حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور — زارس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے پوری طرح ہوشیار رہو۔ فی الحال حملے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ضرورت پڑی تو تمہیں کاشن دے دیا جائے گا اور — مادام نے کہا۔

”او۔ کے مادام — ہم آپ کے کاشن کے منتظر رہیں گے اور زارس نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل — مادام نے کہا اور پھر اس نے ڈائل گھم کر تیزی سے فریکوئنسی تبدیل کرنا شروع کر دی۔ اور پھر جب مخصوص فریکوئنسی سیٹ ہوئی تو ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور ایک باب تیزی سے چلتے بچنے لگا۔

”ہیلو — ریڈ میڈوسا کالنگ اور — مادام نے مائیک میں بار بار یہ فقرہ دہرا کر شروع کر دیا۔

”یس کرنل ریڈ میڈوسا کالنگ اور — اچانک سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور کرنل ریڈ کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”کرنل ریڈ میں تمہیں یہ خوشخبری سنانا چاہتی ہوں کہ تمہارے چہیتے علی عمران کا خاتمہ کرنے کے بعد میں نے یہاں کی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کی ایک ممبر جو لیا کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اور سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف ایکسٹو میرے سامنے کرسی پر بے ہوشی کے عالم میں بندھا پڑا ہے۔ میرے دو تھپڑوں نے اسے عالم ہوش سے ہیکانہ کر دیا ہے۔ اور سب سے بڑی خوشخبری یہ ہے کہ اٹیک ایبارٹری کے متعلق تفصیلی تحقیق رپورٹ مجھے مل گئی ہے۔ اور میرے سامنے پڑی ہوئی ہے۔ اور اس رپورٹ کے تحت میں بڑی آسانی سے اس ایبارٹری کو تباہ کر سکتی ہوں اور — مادام ریڈ میڈوسا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم ہوش و حواس میں رہ کر یہ سب باتیں کر رہی ہو۔ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ۔ سیکرٹ سروس کا چیف تمہارے سامنے بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اتنی جلدی یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کی تلاش میں تو سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور —

”کرنل ریڈ کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اس نے مادام کی رپورٹ کی بجائے قیامت برپا ہونے کی خبر سنا لی ہو۔

”کرنل ریڈ — تم نے آج تک ریڈ میڈوسا کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ یہ مشن ریڈ میڈوسا کے معیار کا نہیں ہے۔ لیکن تم نے خواہ مخواہ اس احمق علی عمران کی تعریفیں کر کے اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے قصیدے پڑھ پڑھ کر

مجھے حیران کر دیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اس پس ماندہ ملک میں
بچانے یہ مافوق الفطرت لوگ کیسے پیدا ہو گئے ہیں۔ اب خود دیکھو
ریڈ میڈ و س کے مقابلے میں یہ سب لوگ بزدل چوہے ثابت ہوئے
ہیں۔ عمران پہلے ہی حملے میں مارا گیا۔ اور اب سیکرٹ سروس کا ہتھیار
وہ پر اسرار چیف ہتھیار کھا کر بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اور میں سیکرٹ
سروس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ٹرانسمیٹر پر ہی تم سے باتیں کر رہی
ہوں اور۔۔۔ مادام۔۔۔ کا انداز کرنی زیڈ کا مذاق اڑانے

والا لفظ۔

”اگر جو کچھ تم کہہ رہی ہو۔ ویسا ہی ہے تو مادام میں اپنے تمام الفاظ
واپس لیتا ہوں۔ تمہارا مقابلہ دنیا کی کوئی تنظیم نہیں کر سکتی اور۔۔۔
کرنل زیڈ نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
”نہیں کرنل زیڈ تمہیں اپنے الفاظ واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے
یہ ہماری ریڈ میڈ و س کا چند زرد مکھیاں پال کر خواہ مخواہ اکڑی جا رہی
ہے۔ ابھی علی عمران زندہ ہے۔ اور جسے یہ سیکرٹ سروس کا چیف
سمجھ رہی ہے وہ میرا باورچی سلیمان ہے۔“ اچانک مادام کی پشت
پر علی عمران کی آواز گونجی اور مادام تڑپ کر سیدھی ہوئی مگر اس
کے سینے پر مشین گن کی نال ٹپک گئی۔

عمران کے دل و دماغ میں آندھیاں مچ رہی تھیں۔ تمام باتیں
اتنی عجیب و غریب تھیں کہ کسی طور پر بھی اس کے ذہن میں نہ بیٹھ رہی تھیں۔
بہر حال وہ تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا دانش منزل کی طرف بڑھتا چلا
گیا۔ جب وہ دانش منزل کی گیت سے تھوڑی دور ہی پہنچا تھا کہ
اچانک اس نے دور سے ہی دانش منزل کا گیت کھلتے ہوئے دیکھا
اور پھر دو آدمی گیت سے باہر نکل کر تیزی سے سڑک پار کر کے دائیں
طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار
ظہر آئے۔ کیونکہ یہ دونوں اچھنی حسن الطینان اور سکون سے دانش
منزل سے نکلے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دانش منزل ان
کے نہ صرف قبضے میں ہے بلکہ وہ دانش منزل کو باقاعدہ کنٹرول بھی
کر رہے ہیں۔ عمران تیزی سے ان کی طرف کار بڑھائے چلا گیا۔
اور اس نے تیزی سے کار آگے بڑھا کر روک دی اور جوت کو
نیچے اتارنے کا اشارہ کر کے باہر آ گیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی
سے چلتے ہوئے سامنے آتے ہوئے ان دونوں عینر ٹکیوں کی طرف

بڑھے چلے آئے۔ عمران نے ذہنی طور پر اندازہ لگالیا تھا کہ ان دونوں سے ٹکراؤ ایک بندگلی کے عین سامنے ہو گا۔

”جوزف ان میں سے ایک کو سنبھالو“

عمران نے اپنے پیچھے آتے ہوئے جوزف سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جوزف چوکننا ہو گیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ دونوں آمنے سامنے ہوئے۔ عمران نے اپنا ایک غیر ملکی پر حملہ کر دیا۔ اس نے ایک ہاتھ غیر ملکی کے منہ پر اور دوسرا کمر میں ڈالا اور انتہائی تیزی سے اُسے گھسیٹا ہوا گلی میں لیتا چلا گیا۔ دوسری طرف جوزف نے دوسرے غیر ملکی پر اپنا حملہ کر دیا۔ اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے غیر ملکی کی گت پر پڑا اور وہ لہراتا ہوا نیچے جا گرا۔ جوزف کی بھرپور قوت سے مار ہوئی ضرب نے اُسے دنیا و مافیہا سے جگانا کر دیا تھا۔ اور پھر جوزف بھی انتہائی تیزی سے اُسے گھسیٹا ہوا گلی میں لیتا چلا گیا۔ یہ گلی وہ مخالف عمارتوں کی پشت تھی جہاں ان عمارتوں کا کھنڈ بکرا رہتا جاتا تھا۔ یہاں کاٹھ کباڑ کے لئے بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ عمران اس غیر ملکی کو گھسیٹا ہوا ایک ڈرم کی آڑ میں لے گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے اس غیر ملکی کی گردن میں دونوں ہاتھوں سے پھنسی ڈال دی۔

”خبردار اگر آواز نکلی تو گردن توڑ دوں گا“

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھوں کو دبا سا جھٹکا دیا تو اس غیر ملکی کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

جوزف دوسرے غیر ملکی کو ڈرم کے پیچھے ڈال دو اور کار لا کر نکلی کے سامنے کھڑی کر دو۔ عمران نے جوزف کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

جوزف نے تیزی سے عمران کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ ”تم بتاؤ اس عمارت میں جہاں سے ابھی اچھے ہو کیا کر رہے تھے۔“ عمران نے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

اس نے کچھ اس انداز میں اس غیر ملکی کی گردن کو جکڑا ہوا تھا۔ کہ اگر وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لئے حرکت کرتا تو اس کی گردن یقیناً ٹوٹ جاتی۔ اس لئے وہ بے بس ہو گیا تھا۔ ”ہمیں اس عمارت میں قید کر دیا گیا تھا جہاں سے مادام نے ہمیں بھرپور کیا ہے۔“

غیر ملکی نے گھٹے گھٹے لہجے میں جواب دیا۔ ”مادام ریڈ میڈوسا“ عمران نے ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ تم۔۔۔ مگر تمہیں کیسے معلوم۔۔۔“ غیر ملکی کے لہجے میں گہرا سبک کے ساتھ حیرت بھی تھی۔ مگر عمران نے جواب دینے کی بجائے ہاتھوں کو زوردار جھٹکا دیا اور چیخ کی آواز کے ساتھ ہی غیر ملکی کی گردن ٹوٹتی چلی گئی۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران نے اُسے ڈرم کے پیچھے اچھال دیا کیونکہ عمران جانتا تھا کہ وہ ختم ہو چکا ہے۔

اس کے بعد وہ تیزی سے اس غیر ملکی کی طرف بڑھا جسے جوزف نے
بے ہوش کر کے ڈرم کے پیچھے پھینکا تھا۔ اس کے جسم میں ملکی کی
کسمپٹ ہو رہی تھی۔ وہ شاید ہوش میں آ رہا تھا۔ عمران نے
جھک کر اس کے سر کو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور پھر ایک پیراس
کے سینے پر رکھ کر سر کو پوری قوت سے ایک طرف گھما دیا۔ اور
غیر ملکی کی گردن بھی ایک ہی جھکے سے ٹوٹتی چلی گئی۔ اور وہ عالم
بے ہوشی میں ہی عالم بالا کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمران کے چہرے پر بے پناہ وحشت تھی۔ اس کے ذہن میں جولیا
کی حالت گھوم رہی تھی۔ اور وہ ریڈ میڈوسا کے کسی ساتھی کو ایک
لمحے کے لئے بھی زندہ رکھنے پر تیار نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے وہ
غیر ملکیوں کو بے پناہ درندگی سے ہلاک کر دیا تھا۔

اسی لمحے جوزف کار گلی کے سامنے روک کر نیچے اترا۔ مگر اتنی
دیر میں عمران دونوں کو ختم کر کے قاریخ ہو چکا تھا۔ اس نے وہ تین
سے کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دانش منزل پر ریڈ میڈوسا
نے قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن وہاں بطور ایکسٹو کون کام کر رہا تھا۔ ابھی
تک یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن اب وہ اس بارے میں ہر
چھوڑ چکا تھا۔ اس نے دانش منزل میں گھسنے اور ریڈ میڈوسا کو
انتہائی عبرت ناک سزا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی
اس کے ذہن میں یہ بات بھی موجود تھی کہ ریڈ میڈوسا نے یقیناً اپنے
آرمیوں کو عمارت میں پھیل دیا ہوگا۔ اور ساتھ ہی وہ قاتل کمپیوں
والا ڈبہ بھی اس کے ذہن میں تھا۔ اس لئے اس نے کار کو تیزی سے

آگے بڑھایا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے کار ایک سیڈیکل سٹر کے سامنے
روک دی۔ وہ تیزی سے نیچے اترا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ کاؤنٹر پر پڑا ہوا پیڈ اٹھا کر اس نے جیب سے پین نکالا۔ اور
انتہائی تیزی سے کاؤنٹر پر تین دوائیوں کے نام گھیسے اور کاؤنٹر پر تین کے
سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

اتیس ملکر شیشی میں ڈال دو۔ ساتھ ہی عمران نے جیب سے ایک
بڑا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

کاؤنٹر پر تین نے کاؤنٹر پر کھسکی ہوئی ادویات کا نام پڑھا اور پھر سر ہلاتا
ہوا پیچھے ہٹ کر لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ
ایک چھوٹی سی شیشی اٹھائے والیس آیا جس میں کاہنی رنگ کا مخلول
موجود تھا۔ عمران نے ڈھکن کھول کر مخلول کو سونگھا اور پھر مطمئن ہو کر
اس نے شیشی بند کر کے جیب میں ڈال لی۔ کاؤنٹر پر تین نے اس دوران
ادویات کی قیمت کاٹ کر باقی رقم کاؤنٹر پر رکھ دی۔ عمران نے
بغیر کھننے رقم اٹھا کر جیب میں ڈالی اور پھر تیزی سے دکان کے باہر
آگیا۔ قاتل کمپیوں سے بچاؤ کا اس نے بندوبست کر لیا تھا۔ یہ
انٹی لوشن تھا۔ جس کی خوشبو سے یہ کمپیاں دور بھاگتی تھیں۔ عمران
نے کمپیوں کے متعلق کتاب میں اس کا نسخہ دیکھ لیا تھا۔

کار کے قریب پہنچ کر اس نے شیشی کھولی اور اس کے مخلول کے
چند قطرے پئے اور جوزف کے لباس پر مل دئے۔ اور شیشی بند کر کے
جیب میں ڈال لی۔ اب وہ دونوں ان قاتل کمپیوں کے حملے سے
بچ گئے تھے۔ اس مخلول کی خوشبو جیب تک لباس میں رہتی کمپیاں

ان کے نزدیک نہ آسکتی تھیں۔

”چلو جوزف اب ذرا اس ریڈ میڈ و ساس سے بھی نیپٹ لیں جس سے
جولیا کو اس حال تک پہنچایا ہے۔“
عمران نے سیڑجنگ سنبھالتے ہوئے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا پھر
سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”بائس۔“ اس آدمی کو میرے حوالے کر دینا میں اس سے
جولیا کا ایسا انتقام لوں گا۔ کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی آسمان پر صدیاں
تک خوف سے کانپتی رہیں گی۔“
جوزف کے لیے میں ہلکی سی غراہٹ تھی۔
یہ آدمی نہیں عورت ہے۔“

”جو کچھ بھی ہے۔“ جوزف نے خلافت معمول جواب دیا۔
حالانکہ عام حالات میں وہ کسی عورت پر ہاتھ اٹھانا اپنی مردانگی کے
خلافت سمجھتا تھا۔ لیکن جولیا کی حالت کا تصور اس کے ذہن میں تھا اس
لئے وہ ہر قیمت پر اس کا انتقام لینا چاہتا تھا۔

عمران نے کار دانش منزل کی سائڈ والی روڈ پر روکی تو اس
دانش منزل کی دیوار کے ساتھ سرخ رنگ کی ایک کار کھڑی نظر
آئی۔ اور جب عمران اس کے قریب سے گزرا۔ تو اس نے جوزف
کار میں بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھا وہ غیر ملکی تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا
آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ جب تک دانش منزل پر اپنا قبضہ بحال
نہ کر لیتا کسی کو نہ چھیڑنا چاہتا تھا۔

دانش منزل کے اختتام کے بعد ایک اور عمارت شروع ہو
جاتی تھی۔ یہ عمارت بھی دراصل دانش منزل سے ہی متعلقہ تھی لیکن
یہ خالی رہتی تھی۔ عمران نے اس عمارت کے گیٹ پر کار روکی اور پھر
نیچے اتر کر اس نے گیٹ کی دہلیز پر ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دروازہ
خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور عمران کار اندر لیتا چلا گیا۔ اس نے کار پودچ
میں روکی اور پھر جوزف کو اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ اس عمارت
سے دانش منزل کے آپریشن روم میں ایک خفیہ راستہ جاتا تھا۔ جس کا
علم صرف عمران اور بلیک زبرد کو ہی تھا۔ اور عمران اسی راستے سے
اندر داخل ہونا چاہتا تھا۔ کار سے نیچے اتر کر عمران تیزی سے عمارت
کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اور پھر اس نے اس کے سوئچ بورڈ کی
سائڈ میں لٹکا ہوا ایک مین دیا دیا۔ وہ سرے کے کمرے کی دیوار کا ایک
مخصوص حصہ کسی سکرین کی طرح روشنی ہو گیا۔ اور پھر سکرین
پر آپریشن روم کا منظر ابھر آیا۔ سکرین پر منظر دیکھتے ہی عمران چونک پڑا۔
تو آپریشن روم کی مخصوص کرسی پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے
ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ جیک ساٹھ والی کرسی پر سلیمان بندھا ہوا تھا۔
اور اس کا منہ ڈھکا ہوا تھا۔ عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ
آگئی۔ کیونکہ اب ایک ٹو والا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ اُسے خیال ہی نہ آیا
تھا کہ سلیمان ہی دانش منزل میں موجود ہے۔ ظاہر ہے سلیمان دانش
منزل کے ہر راز سے واقف تھا۔ یقیناً اس نے بطور ایکسٹو ہسپتال
بلی فون کیا ہو گا۔ اور بلیک زبرد کو ہسپتال پہنچا دیا ہو گا۔ اور جولیا
کچھ کر ڈیڈ میڈ و ساس کو دانش منزل میں گھسنے کی اجازت دے دی ہو گی۔

اور پھر ریڈ میڈوسا نے اُسے بے ہوش کر کے دانش منزل پر لے کر لیا ہوگا۔

جوزف کار کی سیٹ کے نیچے سے دو مشین گنیں نکال لائے۔
 کرو۔ — عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو سکرین پر چڑھ کر
 کو بیٹھے دیکھ کر آنکھیں پھاڑ کے کھڑا تھا۔
 تم — مگر بائیں یہ مس جولیا — جوزف نے حیرت
 بھرے لہجے میں کہا۔

بے وقوف — یہ جولیا نہیں بلکہ جولیا کے میک اپ میں
 ریڈ میڈوسا ہے۔
 عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادہ — یہ بات ہے۔ — جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 اور پھر تیزی سے باہر دوڑتا چلا گیا۔ عمران نے ایک اور بیٹن دیا اور
 آپریشن روم میں پیدا ہونے والی آواز اس کے کانوں میں پہنچ
 گئی۔ ریڈ میڈوسا کسی نارس سے بات کر رہی تھی اور عمران کی بات چیت
 سے عمران کو پتہ چل گیا کہ مسلح افراد نے دانش منزل کو گھرے میں
 لے رکھا ہے اسی لمحے جوزف دو مشین گنیں اٹھائے واپس آیا۔ اور
 ان میں سے ایک مشین گن عمران نے سنبھال لی۔ عمران نے سکرین والا
 بیٹن آف کیا۔ اور پھر اس نے سوچ بورد کی ایک سائیڈ کو دبایا تو
 سوچ بورد کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح اٹھ چلا گیا۔ اندر ایک
 اور بیٹن تھا۔ عمران نے وہ بیٹن دبایا۔ اس بیٹن کے دہکتے ہی کمرے کی
 شمالی دیوار درمیان میں سے بے آواز انداز میں مٹی چلی گئی۔ اور اب

دانش منزل کا آپریشن روم ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ جس جگہ سے
 دیوار ہٹی تھی اس طرف ریڈ میڈوسا کی پشت تھی اور وہ ویسے ہی ڈائمنڈ
 پر بات کرنے میں مصروف تھی اس لئے اسے اس خلا کا احساس تک نہ
 ہوسکا۔ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر جوزف کو خاموش اور محتاط رہنے
 کا اشارہ کیا اور پھر بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتا اس خلا میں سے گزر کر
 ریڈ میڈوسا کی پشت پر پہنچ گیا۔ جوزف نے بھی اس کی پیروی کی اور
 پھر جیسے ہی ان دونوں نے دیوار پار کی دیوار دوبارہ بے آواز طور پر
 برابر ہو گئی۔ اب وہ دونوں ریڈ میڈوسا کی پشت پر موجود تھے۔ ریڈ
 میڈوسا کمرے کی نالی سے باتیں کرتے اور علی عمران اور سیکرٹ سروس کے
 خاتمے کا بڑے فائز انداز میں اعلان کرتے میں مصروف تھی۔ سب کمرے
 ریڈ نے اپنے الفاظ واپس لینے کے لئے کہا۔ تو عمران سے نہ رہا گیا اور
 وہ بول پڑا۔

”نہیں کمرے ریڈ تمہیں اپنے الفاظ واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے
 یہ بے چارہ سی ریڈ میڈوسا چھ نرد نکلیں پال کر خواہ مخواہ اکڑتی جا
 رہی ہے۔ ابھی علی عمران زندہ ہے۔ اور جسے یہ سیکرٹ سروس کا
 چیف سمجھ رہی ہے وہ میرا باورچی سلیمان ہے۔ — عمران کی آواز
 کمرے میں گونجی۔ اور اس کی آواز سن کر ریڈ میڈوسا بجلی کی طرح تڑپ
 کر سیدھی ہوئی مگر عمران نے ماتھے میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نالی اس
 کے سینے پر جمادی۔

لمبہ رنگ کا کچھ نہیں بگڑ سکتا۔

عمران نے مشین گن کی مال کو قدر سے دیا تے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کو بھی اس بات کی سمجھ نہ آئی کہ مادام فیونا نے آخر کیا کیا۔ پس اُسے اتنا محسوس ہوا کہ بجلی کی پہلی ہٹی اور نہ صرف مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکلی چلی گئی بلکہ اس کے سینے پر اتنی قوت سے ضرب لگی کہ وہ اپنے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف سے ٹکرا کر بجلی دیوار سے جالٹا۔ جوزف بھی اس چابک افتاد سے بوکھلا گیا اور عمران اور جوزف دونوں فرش پر جا گرے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے۔ مادام نے انتہائی پھرتی سے لاکھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا دندہ دیا۔ مگر اس سے زیادہ اُسے مہلت نہ مل سکی۔ کیونکہ عمران نے زمین پر سے ہی تھلا رنگ لگائی اور اس کا جسم صندوق میں سے نکلی ہوئی گولی کی طرح مادام سے جا ٹکرایا۔ اور اس بار دیوار سے ٹکرا کر گرنے کی بارہی مادام کی تھی۔

”باس۔۔۔“ یہ سب بڑبڑاؤ۔ مجھے اس کتیا کی دم مروڑنے دو۔ اچانک جوزف نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بڑا ہوا تھا۔

”اچھا سنبھالو اسے۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے وہ قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اور شاید جوزف نے آگے بڑھ کر زمین سے اٹھتی ہوئی مادام کی ٹھک کر گردن پکڑنی چاہی تھی۔ کیونکہ عمران نے اُسے جھٹکتے ہوئے مزدور دیکھا تھا۔ لیکن پھر عمران نے جوزف کے حلق سے نکلنے والی گولی سنی اور وہ پشت کے بل زمین پر گر کر ترپٹنے لگا۔ اس کے

علیٰ عمران کی آواز اچانک اپنی پشت پر سن کر مادام فیونا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ہم پھٹ پڑا ہو۔ وہ ٹرپ کر سیدھی ہوئی مگر دوسرے لمحے علیٰ عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی مال اس کے سینے پر جم گئی۔

”کیوں مادام ریڈ میڈ وسا تھہا کیا خیال تھا کہ تھہا سی مکھیاں نیچے اور سیلیمان کو ڈھانچہ بنا کر چھوڑ گئی ہیں میں بھی تھہا رے سامنے کھڑا ہوں اور وہ جو الگ باندھ کے رکھا ہے وہ سلیمان ہے۔“

عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم عمران ہو۔ مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو اور سنو یہ لمبہ رنگ میرے آدمیوں کے گھیرے میں ہے۔ میں جب چاہوں اسے راکھ کا ڈھیر بنا دوں۔“ مادام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا۔

”تم نے شاید سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو میٹیم خانہ سمجھ رکھا ہے۔ تھہا رے آدمیوں کے پاس ایٹم بم بھی ہوں تب بھی اس

دونوں ہاتھ ناف سے ذرا نیچے رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ لوٹن کو تر کی طرح فرش پر قلاباڑیاں کھا رہا تھا۔ مادام نے شاید پوری قوت سے جوزف کی ناف کے نیچے سر کی ٹکڑی مار رہی تھی۔
"مادام جوزف کو مکر مار کر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں دیو الورد کھائی دیا۔
"خیر دار اگر کسی نے حرکت کی تو میں گویوں سے چھلنی کر دوں گی۔
مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر جواب میں عمران کی لات حرکت میں آئی اور مادام کے ہاتھ سے دیو الورد نکل کر دور دیوار سے جا ٹکرایا۔ مادام کو ٹھیکہ دبانے کی بھی مہلت نہ مل سکی تھی۔ ہاتھ پر لات کھاتے ہی مادام نے تیزی سے پیٹیرہ بدلا اور اس نے اچھل کر عمران پر زور کا خطرناک تیرہن داؤ استعمال کر دیا۔ لیکن اتنی دیر میں جوزف اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی مادام کا جسم مضامین اچھلا جوزف بجلی کی سی تیزی سے اٹھتا چلا گیا۔ اور اس نے مادام کو فضا میں ہی دونوں ہاتھوں پر نہ صرف سنبھال لیا۔ بلکہ اس نے اُسے پوری قوت سے گھما کر دیوار سے دے مارا۔ مادام کے ملنے سے بے اختیار پتھر نکل گئی۔

اسی لمحے عمران نے زور دکھینوں کی نال نال کی مخصوص آوازیں سنیں۔ مکھیاں تیزی سے کمرے میں بھرتی چلی جا رہی تھیں۔ عمران نے بڑی پھرتی سے جیب سے وہ انٹی لوشن والی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے محلول کو کرسی سے بندھے ہوئے سیلیمان پر اچھال دیا۔ مادام کو شاید دیوار سے ٹکرا کر خاصی چوٹ آگئی تھی کیونکہ اس نے

ایک لمحے کے لئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بے حس و حرکت ہو کر نیچے گر گئی۔

ادھر کمرہ زور دکھینوں سے بھر گیا تھا لیکن مکھیاں ان چاروں میں سے کسی پر بھی حملہ آور نہ ہو رہی تھیں۔

"سیلیمان کو کھول کر نیچے لٹا دو اور اس ریڈ میڈوسا کو اسی کرسی پر باندھ دو۔" عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے ہوش پڑی ہوئی مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم سب کچھ سن رہے ہو کہ نل ریڈ میڈوسا تمہاری ریڈ میڈوسا نے سیکرٹ سروس کی ایک نمبر پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا ہے۔ اور میں اس کا اس ریڈ میڈوسا سے ایسا انتقام لوں گا کہ اس کی روح بھی عالم بالا میں صدیوں تک کانپتی رہے گی۔ بہر حال غمگین رہیں ریڈ میڈوسا کا تحفہ پہنچ جائے گا۔
اور اینڈ آل۔"

عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا پیش آفت کر دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی پچلی دہانہ کھول کر اس کے اندر ایک خفیہ مشین دبا دیا۔ اس مشین کے دبتے ہی دانش مندرل غیر مرئی شعاعوں کے حصار میں آگئی۔ ان شعاعوں میں سے لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز نہیں گزر سکتی تھی۔ اس طرح اب دانش مندرل ہر قسم کے حملے سے محفوظ ہو گئی تھی۔

مکھیاں ابھی تک کمرے میں پکراتی پھر رہی تھیں۔ عمران غور سے ان مکھینوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے منہ سے عجیب سی سیٹی کی آواز نکالی

یہ وہی سیٹی تھی جو اس نے قلیٹ کے باہر سے سنی تھی اور اس سیٹی کی آواز سنتے ہی کھیاں غائب ہو گئی تھیں۔ اور اس بار بھی سیٹی بجانے کا وہی نتیجہ نکلا کہ کھیاں انتہائی تیزی سے کمرے سے غائب ہونا شروع ہو گئیں۔

اب اس کا کیا کرنا ہے؟ جوزف نے مادام کو کرسی پر باندھنے کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

اس کا اچار ڈالنا ہے تم اس کا خیال رکھو میں ابھی آ رہا ہوں۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے ذہن میں وہ سرخ رنگ کی کار کھٹک رہی تھی جو اس نے دانش منزل کی شمالی دیوار کے ساتھ کھڑی دیکھی تھی۔ دانش منزل کا صحن پار کر کے وہ تیزی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ دیوار کے قریب پہنچا تو اس نے دیوار کی دوسری طرف سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنی۔ اور پھر اسے کھینوں کا غول دیوار کی دوسری طرف سے ابھر کر دانش منزل کے اندر آتا دکھائی دیا۔ کھیاں انتہائی تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھی جلی جا رہی تھیں۔

ہیلو۔۔۔ میں ریڈ میڈ و سابل رہی ہوں۔ جلد ہی سے دیوار پھانڈ کر اندر آ جاؤ۔

ایٹانک عمران کے حلق سے ریڈ میڈ و سابل کی آواز نکلی۔ اور وہ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

مم۔۔۔ مم۔۔۔ مادام۔۔۔ آپ مجھ سے مخاطب ہیں۔۔۔ ایٹانک دیوار کی دوسری طرف سے ایک گہرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

ماں۔۔۔ جلد ہی اندر آ جاؤ۔ کھیاں حملہ نہیں کر رہی ہیں تم خود انہیں سنبھالو۔۔۔ عمران نے ریڈ میڈ و سابل کے لیے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک سایہ سا دیوار پر نظر آیا اور پھر ہلکے سے دھماکے سے وہ اندر کود گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ عمران جو دیوار کے ساتھ لگا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اس پر ٹوٹ پڑا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اندر آئے والے کی کینڈی پر پڑا۔ ساچھوٹا اور وہ لہراتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ پر چند لمحوں کے لئے تیزی سے سمیٹے پھیلتے رہے۔ پھر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور پھر اسے لئے ہوئے واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ آپریشن روم کے دروازے تک پہنچا تو ایٹانک آپریشن روم کے دروازے سے ایک سایہ نکلا اور پوری قوت سے عمران سے ٹکرا گیا۔ عمران اس ایٹانک ٹکر سے اس آدمی سمیت پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ وہ سایہ اس پر چھا سا گیا۔ یہ سایہ مادام فیونا کا تھا وہ بچانے کی طرح کمرے کی بندشوں سے آواز ہو کر باہر آ گئی تھی۔ مادام نے نیچے گرے ہوئے عمران کے سینے پر دل کی جگہ دونوں گھٹنے پوری قوت سے مارے مگر اس سے پہلے کہ اس کے گھٹنے عمران کے سینے پر پڑتے عمران نے دونوں گھٹنے تیزی سے سمیٹ لیے اور مادام فضا میں ہی اچھل کر دوڑ جا گرتی۔ اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

تم نے ریڈ میڈ و سابل کے متعلق غلط اندازہ لگایا ہے۔ میں تمہاری

بوشیاں فوج ڈالوں گی :
 مادام نے اٹھتے ہی انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔
 "مجھے تو تم کسی سرکس کی مسخری نظر آتی ہو۔"

عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔
 ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک مادام نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مادام کے جسم میں یوں گستا تھا جیسے خون کی بجائے پارہ دوڑ رہا ہو۔ اور اس کا حملہ کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر اس کے مقابل عمران تھا۔ مجسم پارہ مادام نے اپنے طور پر فضا میں ہی عمران کو ڈاج دے کر چھپانے کی کوشش کی مگر عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں ڈاج میں آنے والا تھا۔ اس نے تیزی سے پلو بدلا اور پھر اس کی لات نیم دائرے کی صورت میں فضا میں گھومی اور مادام چمچتی ہوئی برآمدے کے فرش پر جا گری۔ پھر اس سے پہلے کہ مادام اٹھ کر کھڑی ہوتی۔ عمران نے پھلانگ لگائی۔ اور اس کے دونوں پیر مادام کے پیٹ پر پوری قوت سے پڑے اور مادام کا جسم یوں پھڑکنے لگا جیسے پھلی کو پانی سے نکال کر پھینک دیا گیا ہو۔ عمران مرتب تھا کہ فضا میں ہی قلعہ بازی کھا کر سپید ہوا ہو گیا اور پھر اس نے تھک کر مادام کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے گھسیٹتا ہوا۔ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مادام کا جسم ابھی تک پھڑک رہا تھا۔ اس کے غلے سے سسکاریاں نکل رہی تھیں۔

"تم ابھی سے سسک رہی ہو مادام۔" ابھی تو تمہارا انجام نزدیک نہیں آیا۔" عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی

اُسے جھکا دے کہ ایک طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ مادام کسی گیند کی طرح دیوار سے جا ٹکرائی۔ اور پھر اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے دیکھا کہ جوزف فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسی کی ٹانگ اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اور کرسی پر رسیوں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔

"اٹھو۔" کوشش میں آؤ جوزف۔ عورت سے مار کھا گئے ہو۔" عمران نے پھر پورا انداز میں جوزف کے چہرے پر ہتھ پڑا کرتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

ضرب کھا کر جوزف کا جسم اچانک پھڑکا اور پھر اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ وہ سرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہو گیا تھا تجھے؟" عمران کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔

"یہ بندشیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں نے بندشوں کو اور مضبوط کرنا چاہا۔ مگر اچانک میرا جسم فضا میں اچھل گیا اس نے دونوں پیر میری ٹانگوں میں ڈال کر مجھے اچھال دیا تھا۔ اور پھر میرا سر دیوار سے ٹکرایا اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا۔" جوزف نے رامت پھرے لہجے میں جواب دیا۔

گھرے میں زرد مکھیاں پھٹ کے ساتھ مسلسل گردش کر رہی تھیں۔ لیکن وہ نیچے اتر کر کسی پر حملہ نہ کر رہی تھیں۔ بس صرف پھٹ کے ساتھ ساتھ اڑنے میں مصروف تھیں۔

”باہر ایک آدمی بے ہوش پڑا ہے۔ اُسے اٹھا کر اندر لے آؤ۔
میں اس سلیمان کو ہوش میں لے آؤں۔ اس نے تو بے ہوشی کے ساتھ
شرط باندھ رکھی ہے۔“

عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور خود سلیمان کی طرف بڑھا۔
”ارے ارے۔ میں ہوش میں ہوں۔ مجھے جوزف کی طرح
ہوش میں لے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ سلیمان شاید پہلے
سے ہوش میں تھا۔ لیکن جان بوجھ کر آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ تیزی
سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

”اُسی لمحے جوزف بے ہوش پڑے ہوئے نمبر تھری کو اٹھا کر اندر
کمرے میں لے آیا۔ اور عمران ایک بار پھر مادام کی طرف بڑھ گیا۔ مگر
اس سے پہلے کہ وہ مادام کے پاس پہنچے۔ مادام نے بھر جبر ہی لے کر خود بخود
آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر کمرے میں ایک خوف ناک چیخ بلند ہوئی۔
اور عمران چیخ مسمیٰ کر تیزی سے پلٹا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت
سے پھٹ گئیں۔ کیونکہ مکھیوں نے جو تھپت کے ساتھ گردش کر رہی
تھیں اچانک نمبر تھری پر حملہ کر دیا تھا۔ اور ان کے حملے سے ہی نمبر تھری
ہوش میں آ گیا تھا۔ اور چیخ اسی کے حلق سے نکلی تھی۔ نمبر تھری نے چیخ
مار کر اپنے آپ کو مکھیوں سے بچانا چاہا مگر مکھیاں اس سے اس بڑی طرح
لپٹی ہوئی تھیں کہ اس کا پورا جسم مکھیوں سے ڈھک گیا تھا۔ اور پھر
نمبر تھری کی درد ناک چیخوں سے گونجتا رہا۔ اس نے سیٹی بجا کر مکھیوں
کو باہر بھیجنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ مکھیاں اس کے منہ میں گھس چکی
تھیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی چیخیں مدھم مڑتی چلی گئیں۔ عمران

جو حیرت سے یہ منظر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اچانک پلٹا۔ مگر دوسرے لمحے
اُسے حیرت کا ایک اور تھکا لکا۔ کیونکہ مادام اپنی جگہ سے غائب ہو
چکی تھی۔

”یہ کہاں گئی؟“ عمران نے جوزف اور سلیمان سے مخاطب ہو
کر پوچھا جو خود بھی مکھیوں کے حملے کا منظر دیکھ رہے تھے۔

”کون کہاں گئی؟“ ان دونوں نے بیک وقت حیران ہو کر جواب
دیا۔ اور عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کا خیال تھا
کہ شاید مادام ان کی بے خبری میں دروازے سے باہر نکل گئی ہے۔
لیکن اُسی لمحے اُسے کمرے کے جنوبی حصے کی طرف سے مادام کے
ہدیائی تھپت کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے پلٹ پڑا۔
اور پھر اس کی نظریں جنوبی دیوار میں موجود کھلے ہوئے دروازے پر
جم گئیں۔ یہ دروازہ آپریشن روم سے ملحقہ اسلحہ خانے میں کھلتا تھا۔
اور پھر عمران سمجھ گیا کہ مادام نے ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر دیوار
کے ساتھ لگ کر باہر نکلنے کی کوشش کی ہوگی اور خفیہ دروازے کا
دیار کے ساتھ لگا ہوا بٹن اس کے جسم کی دگڑ سے دب گیا اور اس
طرح اسلحہ خانے کا دروازہ کھل گیا اور پھر مادام اندر جانے میں
کامیاب ہو گئی۔ اسلحہ خانہ بے شمار بارودی سرنگوں، ٹائمر بم، دھماکے
سے پھٹنے والے اور طاقتور بمیٹ گرنیڈوں سے بھرا ہوا تھا۔ مادام نے
اتھ میں ایک طاقتور بمیٹ گرنیڈ پکڑا ہوا تھا۔ اور اس نے انگوٹھے
سے اس کی پین دیار کھلی تھی۔

”بٹ جاؤ۔“ مجھے باہر جانے دو۔ ورنہ میں یہ پین تھپوڑ دوں

لی اور یہ پورا اسلحہ خانہ اڑ جلے گا۔

مادام نے جیتے ہوئے کہا۔

اور عمران کا دماغ قلابازیاں کھانے لگا۔ صورت حال اس کے تصور سے کہیں نازک ہو گئی تھی۔ اگر مادام بن چھوڑ دیتی تو یقیناً ہم بھٹ پڑتا۔ اور نتیجہ یہ کہ پورا اسلحہ خانہ بھک سے اڑ جاتا۔ اور ظاہر ہے اتنے بڑے اسلحہ خانے کے پھٹنے سے پوری بلڈنگ ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر جاتی۔

یہ کمرہ بم پروف ہے محترمہ اسلحہ خانہ پھٹنے سے صرف تمہارے ہی پرزے اڑیں گے اور کچھ نہیں ہوگا۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

میں کچھ نہیں جانتی۔ میری موت تم سب کی موت ہوگی۔ میں صرف یہیں تک گھنوں گی اگر تم سب کمرے سے باہر نہ نکل گئے تو میں بن چھوڑ دوں گی۔

مادام نے جذباتی انداز میں کہا۔

”آؤ جوزف اور سلیمان۔ باہر آ جاؤ۔“ عمران نے

مادام کی آنکھوں میں پھائی ہوئی وحشت دیکھ کر کہا۔ اور پھر وہ مینوں تیزی سے چلتے ہوئے آپریشن روم سے باہر نکل آئے۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ مادام کے دماغ پر موت سوار ہو گئی ہے۔ اور اگر فوری طور پر اس کا گھانا مانا تو وہ واقعی ہم بچاؤ دے گی۔

جیسے ہی وہ مینوں آپریشن روم سے باہر نکلے۔ کمرے میں تیز دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کمرے کا دروازہ ایک

دھمکے سے بند ہو گیا۔ عمران نے جیسے ہی دروازہ بند ہوتے دیکھا وہ تیزی سے دوڑتا ہوا میٹنگ روم کے دروازے میں گھس چلا گیا۔ پھر میٹنگ روم کے فرش پر پڑے ہوئے قالین کا ایک کونہ اٹھا کر اس نے زور سے فرش کی ایک ٹکڑی جگہ پر پیرا پیرا۔ پیرا پیرا ہی فرش اس کونے سے جھٹکا چلا گیا۔ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی میٹرھیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ وہ تیزی سے میٹرھیاں اترتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا اس کمرے کی دیوار کے ساتھ پلے رنگ کا ایک بڑا سا سلنڈر رکھیں تھا۔ عمران نے اس سلنڈر کی سائڈ میں سے لگے ہوئے ہینڈل کو جھکا دے کر کھینچی اور پھر اسے زور سے اندر کی طرف دبا دیا۔ ہینڈل کے اندر کی طرف دبتے ہی سلنڈر میں سے سوں کی تیز آوازیں نکلتی شروع ہو گئیں۔ سلنڈر کے اوپر لگے ہوئے ٹرانسمیٹ پائپ میں پلے رنگ کی گیس کی جھرتی چلی گئی۔ یہ پائپ چیت میں غائب ہو رہا تھا۔ دو منٹ بعد عمران نے ہینڈل کو جھٹکے سے باہر کو کھینچا اور اُسے دوبارہ اپنی جگہ پر فٹ کر دیا۔ ٹرانسمیٹ پائپ اب خالی ہو چکا تھا۔ عمران واپس پلٹا اور پھر میٹرھیاں چڑھ کر میٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے فرش پر اپر کیا اور چند لمحوں بعد وہ دوبارہ آپریشن روم کے بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے کونے کی اندرونی جیب سے ایک پھوٹی مٹی تار نکال کر تلے کے سوراخ میں ڈالی اور اُسے مخصوص انداز میں اُدھر اُدھر گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلک کی آواز ابھرنا اور عمران نے تار واپس کھینچ لی۔

”ایک طرف ہٹ جاؤ اور دوسری طرف جاؤ۔“ عمران نے قریب

سیماں: — عمران نے اندر سے ہانک لگائی۔
کیا بات ہے؟

سلیمان نے ڈرے ڈرے انداز میں اندھا بھانکتے ہوئے پوچھا۔
 ”برش لے کر ان مکھیوں کو اکٹھا کرو۔ اور انہیں برقی جھڑی میں
 ڈال دو۔“ — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”مم ————— مگر میں کوئی جہد اور“

سلیمان نے شاید اعتراض کرنا یا اٹھا

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو“ — محمد ان کے غرائز سے ہونے لگا
اور طبعاً وہ دوسرے طبقہ کے آدمی کی طرف رجحان رکھتا تھا تاکہ وہاں

عمران کے لہجے میں زخمی بے بیٹری کی سی غراہٹ تھی۔ اور جو زوٹ خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ عمران مادام کو لئے ہوئے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا اور پھر اس نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دروازے کے بیٹل کو مخصوص انداز میں کھایا اور دروازہ کو دھکا دے کر کھول دیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں لوہے کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ جس کے پائے فرش میں نصب تھے۔ کمرے کی دیواروں کے ساتھ پرانے زمانے کے میزھے میزھے خیر اور تلواریں لٹکائیں تھیں۔

عمران نے بے ہوش مادام کو اس کمرے پر بٹھایا اور پھر واپس سوچنے
 لہو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوچے اور ڈپر لگے ہوئے ایک بین
 کو جیسے سی دیا۔ کمرے کے بازوؤں میں سے لوہے کی کڑیاں نکلیں اور
 انہوں نے مادام کے بازوؤں کو جکڑ لیا۔ یہی حشر اس کی ٹانگوں کا ہوا
 اب مادام اس کمرے پر لوہے کے پھندوں میں جکڑی ہوئی تھی۔
 اسے تھپڑ مار کر ہوش میں لے آؤ۔

میرا ان نئے جوڑوں سے مخاطب ہو کر کہا اور جوڑوں تیزی سے باوام
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیرنی سے حرکت

میں آگے۔ اور مادام کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔
دس بارہ تھپڑ کھانے کے بعد مادام نے آنکھیں کھول دیں۔
سنو۔ الماری سے الیکٹریک کا ویسکا لو اور ملک لگا کر تیار
ہو جاؤ۔ عمران نے مادام کو ہوش میں آتے دیکھ کر جوزف
سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوزف پیچھے ہٹ کر کمرے کی ایک الماری
کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ست۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ تم جو پوچھو میں بتانے کو
تیار ہوں۔ مادام نے کمرے کے دروازے خوف زدہ
میں کہا۔

اب پوچھتے اور بتانے کا وقت گزر گیا ہے۔ تم نے بولیا پر جس
غیر انسانی انداز میں تشدد کیا ہے۔ وہی سلوک میں تم سے کروں گا۔
عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

مم۔ مگر میں نے تو بولیا کو کچھ نہیں کہا وہ تو زارین کے آدمیوں
نے اس پر تشدد کیا تھا۔ مادام قیونانے لہزے ہوئے لہجے
میں کہا۔

میں بھی تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ سلوک میرے آدمی ہی تم سے
کریں گے۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
اتنی دیر میں جوزف الیکٹریک کا ویسکا لگا کر تیار ہو چکا تھا۔

کادیہ اس کے گال پر جادو اور اس وقت تک نہ جھٹانا جب تک
اس کے جیڑے کی ہڈی نہ باہر نکلی آئے۔

عمران نے سپاٹ لہجے میں جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور جوزف

کادیہ سنبھالے مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں مریاؤں گی۔ یہ غیر انسانی فعل ہے۔
مادام نے ہڈیاں انداز میں جھپٹتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے جوزف
نے کادیہ کا سر مادام کے گال پر ٹکا کر دیا دیا۔ اور مادام کے حلقے سے
دردناک چیخ نکلی اس نے سر جھٹک کر کادیہ جھٹانایا مگر جوزف کی گرفت
خاصی سخت تھی۔ اور کمرے میں گومت جلتے کی بو پھیلی جلی گئی۔ مادام
کے حلقے سے مسلسل چیخیں نکلتی رہی تھیں اور جب جوزف نے ایک جھٹکے
سے کادیہ جھٹایا تو مادام کا گال جل چکا تھا۔ اور اس سوراخ میں سے جیڑے
کی ہڈی جھانک رہی تھی۔ مادام بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے ایک
الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر وہ مادام کی
طرف بڑھا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن کھول کر شیشی مادام کی ناک
سے لگا دی۔ اور مادام کو ایک زوردار چھینک آئی اور وہ دوبارہ
ہوش میں آگئی۔ عمران نے شیشی بند کر دی۔

اب دوسرے گال پر بھی عمل دہراؤ۔ عمران کا لہجہ بالکل
سپاٹ تھا۔

تم ظالم ہو۔ کہنے ہو۔ عورت پر ظلم کرتے ہو۔
مادام نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

تم عورت نہیں چڑیل ہو۔ ڈان ہو۔ تمہیں بولیا پر یہی
تشدد کرتے ہوئے اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ کہ وہ بھی عورت ہے۔
عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جوزف نے کادیہ مادام کے دوسرے گال پر جادو کیا۔

اور مادام کے حلق سے ایک بار پھر چٹخیں نکلنے لگیں۔ اور کمرے میں گزشت
جلنے کی سرانڈ پھیلتی چلی گئی۔ اس بار بھی جوزف نے کاویہ اس وقت بٹایا
جب مادام کے دوسرے گال میں سواخ ہو چکا تھا۔ بالکل اسی انداز
کا سوراخ۔ جیسے جولیا کے گال میں تھا۔ مادام ایک بار پھر بے ہوش ہو
چکی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی کا ڈھکن ایک بار پھر کھولا اور
شیشی مادام کی ناک سے لگا دی۔ ایک بار پھر چٹخیں مار کر مادام ہوش میں
آگئی۔ ہوش میں آتے ہی اس کے حلق سے بے اختیار چٹخیں نکلنے لگیں۔
اس کا چہرہ بڑی طرح بگڑ گیا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔
پورا جسم سینے سے جھپک گیا تھا۔

المادامی سے تیزاب کی بوتل نکالو اور اس کے دائیں سر پر انڈیل دو۔
عمران نے جوزف کو حکم دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے کاویہ کا پلاسٹک
نکالا اور سر کے المادامی کی طرف بڑھ گیا۔

مجھے پر رحم کرو۔ تمہیں تہا رے خدا کا واسطہ مجھ پر رحم کرو۔
مادام نے گھٹکیاں بونے لہجے میں کہا۔

رحم اس پر کھایا جاتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتے۔ تم جیسے بے رحم
عورتوں پر رحم کھانا
رحم کی توہین ہے۔ عمران کا
لہجہ بے حد تلخ تھا۔

میں سر جھاؤں گی میں سر جھاؤں گی مجھے موت مارو تم جو کہو میں کہنے
کو تیار ہوں۔ مادام نے پیچھے ہونے ہدایتی انداز میں کہا۔
میں تو ابھی صرف وہی کچھ دہرا رہا ہوں جو کچھ تم نے جولیا کے ساتھ
کیا تھا۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اتنی دیر میں جوزف تیزاب کی بوتل کا ڈھکن کھول چکا تھا۔
اس کے سر پر انڈیل دو پوری بوتل انڈیل دو۔ عمران نے
سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور جوزف نے بوتل مادام کے سر پر انڈیل دی۔ مادام کے حلق
سے ایسی چٹخیں نکلیں کہ کمرے کی دیواریں لرز اٹھیں۔ اس کا جسم ڈبچ
ہوتی ہوئی بکری کی طرح پھڑک رہا تھا۔ اور تیزاب نے اس کے سر کے
گوشت کو کھلا دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں مادام کے سر کی ہڈیاں نظر آنے
لگ گئیں اور مادام کے حلق سے نکلنے والی چٹخیں آہستہ آہستہ مدھم مدھم
چلی گئیں۔ اور پھر اس کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ عمران تیزی سے
اس کی طرف بڑھا۔ اور پھر قریب پہنچ کر وہ ٹھٹھک گیا۔ مادام کا جسم
بے حرکت ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی ٹھٹھکی چپک کی مگر بے سود۔
مادام اس بولناک تشدد کو برداشت نہ کر سکی تھی اور ختم ہو چکی تھی۔
ہموں۔ یہ تو جولیا سے بھی کمزور تھی۔ جولیا تو یہ تشدد برداشت
کے بھی زندہ رہی اور یہ دنیا سے ہی بھاگ نکلی۔ بزدل یہ۔

عمران نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ کر کمرے کے دروازے
پر دست بڑھا چلا گیا۔ اب وہ عمارت کے باہر موجود مسلح افراد کا بندوبست
کے لیے جاتا تھا۔ اس نے نہ صرف جولیا پر غیر انسانی تشدد کا بھاری انتقام لے
کے بلکہ دنیا کی خطرناک ترین فورس ریڈ میڈوسا کو بھی اس کے انجام تک
لے دیا تھا۔ وہی ریڈ میڈوسا جو عمران کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتی تھی۔ آخر کار
ان کے ہاتھوں ہی موت کی اندھیری وادی میں ڈوب گئی۔ ہمیشہ
کے لئے۔

ختم شد